قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار یکم اگست 2022ء | 3 محرم 1444 ہجری قمری | 3 ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:158

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰہِیۡمَ بِالۡبُشۡرٰی قَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِیۡذٍ ﴿۷۰﴾

(ہود:70)

ترجمہ: اور یقیناً ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا۔ اس نے بھی کہا سلام اور ذرا دیر نہ کی کہ ان کے پاس ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔

فرمان خلیفہ وقت

یہاں یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کا معیار کیا تھا؟ تا کہ ہمارے معیار مزید اونچے اور بہتر ہوں۔ ایک دن آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، آپ آرام فرما رہے تھے، ایک مہمان آ گئے۔ آپ کو پیغام بھجوایا گیا تو آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا ”میں نے سوچا مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے۔ اس لئے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 163 ایڈیشن 1988ء)

پس آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے لئے ہمیں یہی معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے…. بہت سے مہمان ایسے بھی ہیں جو بڑی تکلیف اُٹھا کر آتے ہیں۔ بعض بڑے اچھے حالات میں اپنے گھروں میں رہنے والے یہاں آتے ہیں تو یہاں دنیاوی آسائش کے لحاظ سے ان دنوں میں تقریباً تنگی میں گزارہ کرتے ہیں لیکن پھر بھی آتے ہیں۔ بعض غریب مہمان ہیں وہ اپنے پر بوجھ ڈال کر دور دراز ملکوں سے صرف جلسے کی برکات حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔ خلیفہ وقت سے ملنے اور اُس کی باتیں سننے کے شوق میں آتے ہیں۔ اب بیشک ایم ٹی اے نے دنیائے احمدیت کو بہت قریب کر دیا ہے لیکن پھر بھی جلسے کے ماحول کا اپنا ایک علیحدہ اور الگ اثر ہے۔ پس ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آج کل کونسی تکلیف ہے جو یہ مہمان اُٹھا رہے ہیں۔ بعض بڑی عمر کے ہیں جو مختلف عوارض کے باوجود تکلیف اُٹھاتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار والضیف …… الخ حدیث 47)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

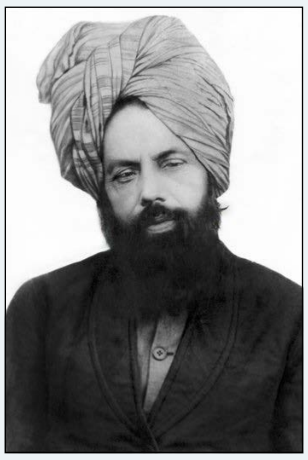

دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو…. تم پر میرا حسنِ ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 492 ایڈیشن 1988ء)

- میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 406 ایڈیشن 1984ء)

لجنہ اماء اللہ کا عہد

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان و مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

مبارک صد مبارک

ادارہ الفضل کی طرف سے دنیا بھر کی ممبرات لجنہ کو صد سالہ جشن مبارک ہو۔ خلافت کے سایہ تلے بڑھتی رہیں، ترقی پاتی رہیں۔ اللہ ہر آن آپ پر سایہ فگن رکھے۔ آمین

اس شمارہ میں

- درود پاک کثرت سے، محرم کا مہینہ ہے (منظوم)
- جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں اور نظام جماعت میں ان کا انمٹ کردار
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- لجنہ اماء اللہ کے سو سال اور اس کے اغراض و مقاصد و ذمہ داریاں
- خواتین مبارکہ جن کے تعاون سے لجنہ تنظیم پھلی پھولی

دربارِ خلافت

ہر سطح پر سیکرٹریانِ مال کو فعّال ہونے کی ضرورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس سیکرٹریانِ مال کو اس طریق پر افرادِ جماعت کی تربیت کی ضرورت ہے کہ جب مالی قربانی ہو تو تقویٰ اور ایمان پختہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مربیان کو بھی اس بارے میں جب بھی موقع ملے نصیحت کرنی چاہئے۔ اس کے لئے مسلسل توجہ کی ضرورت ہے۔ پس ہر سطح پر سیکرٹریانِ مال کو فعّال ہونے کی ضرورت ہے۔ سیکرٹریانِ مال کا کام ہے کہ اپنی ذمہ داری نبھائیں اور ہر فرد تک اُن کی ذاتی approach ہو۔ یہ نہیں کہ ذیلی تنظیموں کے سپرد کر دیا جائے کہ ذیلی تنظیمیں اس میں مدد کریں۔ ذیلی تنظیمیں صرف اس حد تک مدد کریں گی کہ وہ اپنے ممبران کو تلقین کریں۔ اس سے زیادہ سیکرٹریانِ مال کی مدد ذیلی تنظیم کا کام نہیں ہے۔ ذیلی تنظیمیں اپنے ممبران کو توجہ دلا سکتی ہیں کہ سیکرٹریانِ مال سے تعاون کریں اور چندے کی روح کو سمجھیں۔ بہرحال چندے کی روح کو سمجھانا تو ذیلی تنظیموں کا کام ہے۔ لیکن سیکرٹریانِ مال اس بات سے بری الذمہ نہیں ہو جاتے کہ ہم نے ذیلی تنظیموں کو کہا تو انہوں نے ہماری مدد نہیں کی۔ یہ ذمہ داری اُن کی ہے اور اُنہی کو نبھانی پڑے گی۔ سیکرٹریانِ مال کا کام ہے کہ ہر مقامی سطح پر، ہر گھر تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ اب تو فون ہیں، دوسرے ذریعے ہیں، سواریاں ہیں۔ یہاں یورپ میں تو اور بھی زیادہ بڑے وسائل ہیں۔ پاکستان میں ایسے سیکرٹریانِ مال بھی تھے جو دن کو اپنا کام کرتے تھے اور پھر شام کے وقت کام ختم کر کے رات کو گھروں میں پھرتے تھے۔ بڑے شہر ہیں، کراچی ہے لاہور ہے سائیکل پر سوار ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں اور نصیحت کر رہے ہیں، اس طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ تو یہاں تو اب بہت ساری سہولتیں آپ کو میسر ہیں اور پھر بھی کام نہیں کرتے۔ بلکہ بعض سیکرٹریانِ مال کی یہاں بھی مجھے شکایات پہنچی ہیں کہ اُن کے اپنے چندے معیاری نہیں ہیں۔ اگر اپنے چندے معیاری نہیں ہوں گے تو دوسروں کو کیا تلقین کر سکتے ہیں۔ اور پیار اور نرمی سے یہ کام کرنے والا ہے۔ مالی قربانی کی اہمیت واضح کریں۔ بعض سخت ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی انکار کرتا ہے تو دوسری دفعہ جائیں، تیسری دفعہ جائیں، چوتھی دفعہ جائیں لیکن ماتھے پر بل نہیں آنا چاہئے۔ دینے والے بھی یہ یاد رکھیں کہ کسی شخص کو یہ زُعم نہیں ہونا چاہئے کہ شاید اُس کے چندے سے نظامِ جماعت چل رہا ہے اور اس لئے سیکرٹری مال بار بار اُس کے پاس آتا ہے۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ کبھی مالی تنگی نہیں آئے گی اور کام چلتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں آپ کو فکر تھی تو اس بات کی تھی کہ مال کا خرچ جو ہے وہ صحیح رنگ میں ہوتا ہے کہ نہیں؟ (ماخوذ از رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319) اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ خرچ حتی الوسع صحیح طریقے پر ہو۔ بعض جگہ خرچ میں لاپرواہی ہو تو توجہ بھی دلائی جاتی ہے۔ جماعت میں آڈٹ کا نظام بھی اس لئے قائم ہے۔ اور پھر یہ امیر جماعت کی بھی ذمہ داری ہے کہ اخراجات پر گہری نظر رکھے۔ یہ نہیں کہ جو بِل آیا اُس کو ضرور پاس کر دینا ہے۔ آڈٹ کے نظام کو فعال کرے اور اس طرح فعال کرے کہ آڈیٹر کو آزادی ہو کہ جس طرح وہ کام کرنا چاہتا ہے اپنی مرضی سے کرے۔ اُس کو پورے اختیار دیئے جائیں۔ خرچ کے بارے میں مَیں بتا دوں کہ ایم ٹی اے کا ایک بہت بڑا خرچ ہے اور ایم ٹی اے کے لئے مدّ تربیت کے لحاظ سے علیحدہ تحریک بھی کی جاتی ہے۔ گو کہ اب اخراجات اتنے زیادہ ہو چکے ہیں کہ صرف اُتنی رقم سے تو ایم ٹی اے کے خرچ نہیں چل سکتے۔ تو جو جماعت کا باقی مجموعی بجٹ ہے اُس میں سے بھی رقم خرچ کی جاتی ہے کیونکہ ساری دنیا میں ایم ٹی اے کے لئے ہمارے چار پانچ سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں۔ تو اس طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ اگر جلسے کے دوسرے دن کی تقریر کو غور سے سنیں، جو یہاں یوکے (UK) میں مَیں کرتا ہوں تو ہر ایک کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے پیسے میں کتنی برکت ڈالی ہوئی ہے اور کس طرح کام کی وسعت ہو رہی ہے اور کس طرح کام کا پھیلاؤ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر سال اس پیسے کو کتنے پھل لگا رہا ہے اور کس طرح لگا رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سب اخراجات احبابِ جماعت کی مالی قربانیوں سے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض انتظامی باتوں کی طرف بھی میں آج توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے کہ خلیفۂ وقت کے خطبات کا سننا بھی بہت ضروری ہے۔ یا دوسری باتیں جو مختلف وقتوں میں کی جاتی ہیں اُن پر غور کرنا اور نوٹ کرنا بڑا ضروری ہے۔ عہدیدار جہاں احبابِ جماعت کو یہ توجہ دلائیں وہاں عہدیداران خود بھی اس طرف توجہ دیں۔ امیر جماعت کا خاص طور پر یہ کام ہے کہ خطبات میں اگر کوئی ہدایت دی گئی ہے اور اگر کوئی تربیت کا پہلو ہے تو فوراً اُسے نوٹ کریں اور صدرانِ جماعت کو سرکلر کریں۔ اور پھر باقاعدگی سے اس کی نگرانی ہو کہ کس حد تک اُس پر عمل ہو رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ 16/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

درود پاک کثرت سے، محرم کا مہینہ ہے

یہ اک حسرت پرانی ہے، اسی خواہش پہ جینا ہے
سبو، ساغر اٹھا لاؤ شہادت جام پینا ہے

مرے رہبر کا فرماں ہے، سنو تم اے جہاں والو!
درود پاک کثرت سے، محرم کا مہینہ ہے

یزیدی طاقتیں اک دن خود اپنے سر کو پھوڑیں گی
محبت آل سے کر لو کہ یہ جنت کا زینہ ہے

ذرا سا بغض بھی رکھا حسین ابن علی سے جو
ہے موجب سلبِ ایماں کا، یہ اک واضح قرینہ ہے

وہ طاہر بھی، مطہر بھی، وہ سردارِ عدن بھی ہے
جو مہدی نے بیاں کی ہے، کسی نے بھی کہی نہ ہے

وہ جو باطل کے حامی ہیں وہ کوڑی سے بھی کمتر ہیں
ہاں جس نے حق کو پہچانا وہی بس اب نگینہ ہے

نہ طوفانوں سے ڈرتے ہیں، نہ ہی خائف ہیں موجوں سے
خدا اس کا محافظ ہے، محمدؐ کا سفینہ ہے

تجھی سے ہے وجود اپنا، تجھی پر جان قرباں ہے
جو تجھ سے ہٹ کے جینا ہے، بھلا کوئی یہ جینا ہے

خدا والے خدا سے ہی زمانے کا گلہ کرتے
یہ کیسا شور ہے، دنیا کا کس نے امن چھینا ہے

اطہر حفیظ فراز

اداریہ

جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں اور نظام جماعت میں ان کا انمٹ کردار

لجنہ اماء اللہ کو ڈائمنڈ جوبلی پر خراج تحسین

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں کا لگا ہوا جماعت احمدیہ کا ترجمان اخبار روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعت احمدیہ کے تمام طبقوں اور ذیلی تنظیموں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی توجہ مرکوز رکھے ہوئے ہے۔ باوجود اس کے کہ تمام ذیلی تنظیموں کے اپنے اپنے رسائل اور ذرائع ابلاغ موجود ہیں جو اپنے دائرہ کار میں تعلیم و تربیت کا بھر پور کام کرتے ہیں۔ لیکن روز نامہ الفضل تو انصار بھائیوں، اپنی لجنہ اماء اللہ میں شامل بہنوں، خدام اور بچے بچیوں (اطفال و ناصرات) اور اب واقفین / واقفات نو کے ساتھ ساتھ واقفین زندگی کے لئے بھی حصہ رسدی کے طور پر ضروری، مفید اور اہم مواد مہیا کرتا چلا آرہا ہے۔

پاکستان میں کچھ عرصہ سے بعض شر پسند عناصر کی شہہ پر حکومتی جبری پابندیوں کی وجہ سے ذیلی تنظیموں کے آرگنز شائع نہیں ہو رہے۔ اور اُدھر لجنہ اماء اللہ کے قیام کو سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے دنیا بھر میں پھیلی لجنہ اماء اللہ کو اپنی ذیلی تنظیم کے صدسالہ جوبلی کے موقع پر ’’مبارک صد مبارک‘‘ پیش ہے۔

اندریں حالات خاکسار نے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر جلسہ کے تینوں روز ذیلی تنظیموں کے حوالہ سے روزنامہ الفضل آن لائن کی طرف سے خصوصی نمبرز شائع کرنے کی اجازت چاہی۔ جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔ چنانچہ ادارہ الفضل آن لائن نے ان نمبرز کے شیڈیول کو اس طرح ترتیب دیا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

- 1-2/ اگست: لجنہ اماء اللہ کا خصوصی نمبر
- 3/ اگست: لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 4/ اگست: مجلس خدام الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 5/ اگست: مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 6 اور 8/ اگست: مجلس انصار اللہ کا خصوصی نمبر

نظام جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کی اہمیت و افادیت مسلّمہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو مضبوط و مربوط بنیاد بہم پہنچانے کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا۔ سب سے قبل احمدی خواتین کے لئے لجنہ اماء اللہ کے نام سے تنظیم بنائی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت احسن رنگ میں ہو جائے تو آگے جماعت کی نئی پود اور نسل کی اصلاح کے انتظامات احسن رنگ میں طے ہو جائیں گے۔ بعد ازاں بالترتیب خدام اور انصار کی ذیلی تنظیمیں تشکیل دینے کے بعد جب اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کی بنیاد حضورؓ نے رکھی تو آپؓ نے فرمایا۔

’’میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو میں مکمل کر دوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں، دوسری دیوار خدام الاحمدیہ ہیں اور تیسری دیوار اطفال الاحمدیہ ہیں اور چوتھی لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسری سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں ہو سکے گی۔‘‘

(الفضل 30 جولائی 1945ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے اس ارشاد میں نہایت حکمت کے ساتھ جماعت کو یہ درس دیا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک عمارت ہے اور یہ چاروں تنظیمیں اس کی چار مضبوط دیواریں ہیں۔ ہم بالعموم مشاہدہ کرتے ہیں کہ عمارت یا کوئی چھت چار دیواروں پر ہی کھڑی ہوتی ہے اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ دیواروں کی تعمیر کا کام بنیاد سے شروع ہوتا ہے۔ بلند و بالا عمارت تعمیر کرتے وقت بنیاد کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔ کنکریٹ اور لوہے کے سریے سے ان کو مضبوط بنایا جاتا ہے اور پھر اس پر پہلی اینٹ سیدھی کر کے رکھی جاتی ہے۔ اسے پوری محنت کے ساتھ معمار سوتر اور سیدھا کرنے کا پیمانہ لگا کر سیدھا کر رہا ہوتا ہے حالانکہ اس اینٹ نے مٹی کے اندر چھپ جانا ہوتا ہے۔ اور damp proof کے اوپر جا کر وہی معمار بڑی تیزی سے اینٹوں پر اینٹیں جڑتا چلا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اسے سوتر سے سیدھا بھی نہیں کرنا پڑتا۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

یعنی پہلی اینٹ جب معمار ٹیڑھی لگا دے تو اگر دیوار ثریا تک بھی چلی جائے ٹیڑھی ہی ہو گی۔

خاکسار کے اصل مدعا کو اسی شعر میں بیان کر دیا گیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ معمار دیوار تعمیر کرتے وقت کبھی اینٹ کے اوپر اینٹ نہیں جڑتا بلکہ دو اینٹوں کے درمیانی حصے پر اگلے در کی اینٹ رکھتا ہے تا دیوار مضبوط ہوتی جائے۔ پھر ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک دیوار کے آخری حصے کو دوسری دیوار کے داڑھے (خلا) کے ساتھ پیوست کرتا جاتا ہے۔ تا ایک دیوار دوسری دیوار کے ساتھ اپنا تعلق مضبوطی سے جوڑ لے۔ پرانے وقتوں میں جب پورا گھر تعمیر کرنے کے لیے مالک مکان کے پاس رقم دستیاب نہ ہوتی تھی اور وہ وقفوں وقفوں میں گھر تعمیر کرتا تھا تو وہ دیوار کے آخری حصے میں مستقبل میں بنائی جانے والی دیوار کے لیے اینٹیں نکلی ہوئی چھوڑ دیتا تھا جسے ہم داڑھے بولتے تھے اور ان کے ذریعہ سیڑھی کا کام لے کر ہم چھتوں پر بھی چڑھ جایا کرتے تھے۔ یہ دراصل آئندہ عمارت کو مکمل کرنے کے لئے چھوڑے جاتے تھے۔ کہ تعمیر کے وقت اگلی دیوار اس کے خلا میں مضبوطی کے ساتھ پیوست ہو جائے۔

پھر ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ سال دو سال یا چند سالوں کے بعد حسب توفیق دیواروں کی مرمتیں بھی ضرور کروائی جاتی ہیں۔ اور ڈسٹیمپر اور قلعی وغیرہ بھی کراوئی جاتی ہے۔ یہ سب عمل دیواروں کی مضبوطی کے لئے کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ اگر دیواریں مضبوط رہیں گی تو چھت بھی مضبوط ہو گی اور بالائی منزل بھی اس پر قائم ہو سکے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اطفال الاحمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج میں جماعت کی چاروں دیواریں مکمل کر رہا ہوں۔ اس مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو من حیث الجماعت عمارت اور ذیلی تنظیموں کو دیواریں قرار دے کر ذیلی تنظیموں کے ممبران و ممبرات کو سمجھایا ہے کہ آپ جماعت کے ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ تنظیموں کے ممبرز بھی ہیں اور ذیلی تنظیموں کے ممبرز ہونے کے ناطے جماعت احمدیہ کی مضبوط اور بلند و بالا عمارت سے پہلے دیواروں کو مضبوط کرنا ہے اور مسلسل کرتے چلے جانا ہے۔ تا اس کے ذریعہ جماعت کی عمارت اور چھت مضبوط ہو جو آپ کا روحانی مسکن ہے۔

خاکسار نے مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہونے کے ناطے یہ محسوس کیا ہے کہ جن جماعتوں میں ذیلی تنظیمیں فعال اور active ہیں وہاں کی جماعتیں بھی مضبوط ہیں اور ترقی کر رہی ہیں۔ اس کا ایک دوسرا اینگل (زاویہ) بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ میرے مشاہدہ کے مطابق جہاں جہاں اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ فعال ہیں اور وضع کردہ تمام اصولوں کو بروئے کار لا کر اپنے آپ کو فعال رکھے ہوئے ہیں اور ان بچوں کی تعلیم و تربیت جماعتی اصولوں اور قواعد کے مطابق ہو رہی ہے تو وہ بچے یا بچیاں جب بڑے ہو کر لجنہ کی ممبرز اور خدام الاحمدیہ اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انصار اللہ کے ممبرز بنتے ہیں تو بچپن کی اصلاح اور حاصل کی گئی تعلیم بڑے ہونے تک کام آتی ہے۔ اور وہ جماعتی خدمات کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں۔ بچے معمار بن کر جماعتی عمارت تعمیر کرتے ہیں اور ان کی بچپن میں حاصل کی گئی تعلیم و تربیت عمارت کو مضبوط کرنے کے لیے سیمنٹ اور سریے کا کام کر رہی ہوتی ہے اور جہاں تک بچیوں یعنی ناصرات کا تعلق ہے تو وہ مستقبل کی مائیں بن کر بچپن میں حاصل کی گئی تعلیم و تربیت کو اپنی اولاد اور نسل پر لاگو کر کے اور ان قیمتی پتھروں کو تراش خراش کر اور ہیرے بنا کر جماعت کی انگشتری کا حصہ بناتی ہیں۔ ایسی بچیاں اور ایسے بچے بڑے ہو کر دنیا کے جس کونے میں بھی چلے جائیں وہاں جا کر اپنے خوبصورت اور حسین اعمال سے وہاں کی فضاؤں کو معطر کر دیتے ہیں اور ان کے ذریعہ ایک نئی زندگی جماعتوں کو ملتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ میرے دارالذکر لاہور میں قیام کے دوران ایک مذہبی جماعت کے کچھ لوگ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات اور تعارف لینے کے لیے دارالذکر آئے تو خاکسار کی طرف سے گفتگو مکمل ہونے پر مہمان جماعت کے لاہور ونگ کے جنرل سیکرٹری نے جماعت احمدیہ کے بارے اپنے مشاہدات کا ذکر کیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر بولے کہ آپ کی جماعت میں کچھ وادھے (اضافے اور خوبیاں) بھی ہیں۔ ایک تو سرکاری دفاتر میں احمدی اپنے اخلاق و اطوار اور کردار کی وجہ سے نمایاں نظر آتا ہے وہ وقت پر نماز پڑھتا ہے، جھوٹ نہیں بولتا، رشوت نہیں لیتا اور اپنے کام سے دیانت دار ہے۔ اور دوم یہ کہ آپ کا ننھا بچہ جب معمولی چلنے اور باہر دروازہ کی دہلیز تک آنے کے قابل ہوتا ہے تو باہر آپ کی تنظیم کے لوگ اس کو سینے سے لگانے اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے موجود ہوتے ہیں گویا گھر کے اندر افراد خانہ تربیت کر رہے ہوتے ہیں اور باہر افراد جماعت۔

لجنہ کو خراج تحسین

چونکہ 2022ء میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو 100 سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس لئے اپنی تحریر کا رُخ لجنہ اماءاللہ تنظیم کی طرف موڑتے ہوئے اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرنا ہو گا کہ یہ تنظیم اپنے عظیم بانیؓ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آغاز سے ہی فعال رہی ہے اور دنیا بھر میں تمام مقامات پر کارہائے نمایاں سرانجام دے کر جماعت کو ایسے سپوت

مہیا کئے ہیں اور آج بھی مسلسل کر رہی ہے جو جماعت احمدیہ کے لئے نیک نامی کا باعث ہیں اور جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے روحانی نظام ’’خلافت احمدیہ‘‘ کی حفاظت اور مضبوطی کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔

میں نے پاکستان میں لاہور، پشاور، اسلام آباد، بدّو ملھی اور پیر محل، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خدمات بجالانے کے علاوہ ربوہ میں قیام کے دوران اور بیرون پاکستان سیرالیون، برطانیہ میں لجنہ تنظیم کو دوسری تنظیموں سے زیادہ فعال پایا۔ اور آج کل الفضل آن لائن کی ترتیب و آرائش، تشہیر، اس کی پروف ریڈنگ کرنے اور مضامین کو اخبار کا حصہ بنانے کے لئے مرد خدمت گزاروں کے شانہ بشانہ خواتین خدمت گزار جو کام کر رہی ہیں۔ ان کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان خدمت کرنے والی خواتین کی تعلیم و تربیت بچپن میں ایسی ناصرات کی تنظیم میں ہوئی جو بہت فعال تھیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ أَحْسَنَ الْجَزَآء۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَھُمْ وَأَیَّدَھُمْ وَبَارِكْ فِیْ سَعْیِھِمْ۔

* جناب عبد الحمید قریشی (نامور صحافی) ’’احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ نسل سے زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی‘‘ کے عنوان کے تحت لجنہ اماء اللہ کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

’’لجنہ اماء اللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئی ہیں اور اس طرح پر ہر وہ تحریک جو مردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور پر وابستہ کر دیا ہے۔ عورتوں کا ایمان مردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔ عورتیں مذہبی جوش کو مردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی اور احمدی عورتیں اس چمن کو تازہ دم رکھیں گی جس کا مرورِ زمانہ کے باعث اپنی قدرتی شادابی اور سرسبزی سے محروم ہونا لازمی تھا۔‘‘

(اخبار تنظیم۔ امرتسر 28 دسمبر 1926ء

بحوالہ خلافت وقت کی ضرورت ہے (اغیار کی نظر میں) از حنیف احمد محمود صفحہ 90-100)

• حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت احمدیہ کے تمام مرد و زن، چھوٹے بڑے، بزرگ اور نوجوانوں کی مختلف تنظیمیں بنا کے جب آپس میں باندھ دیا اور اس کے شیریں ثمرات نظر آنے لگے تو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بدنامی کی حد تک مشہور مجلس احرار کے ترجمان اخبار ’’زمزم‘‘ نے جماعت کی اس قابل رشک تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے بے حد حسرت و یاس سے لکھا۔ درج ذیل تحریر سے ان کی بے چارگی تو ظاہر ہوتی ہی ہے لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کے یہ الفاظ جماعت احمدیہ کے نظام کی کامیابی اور پختگی کو تسلیم کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ لا محالہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے لیے تائید و نصرت کا ایک اور نشان ہیں۔

’’ایک ہم ہیں کہ ہماری کوئی بھی تنظیم نہیں اور ایک وہ ہیں کہ جن کی تنظیم اور تنظیم کی تنظیمیں ہیں۔ ایک ہم ہیں آوارہ، منتشر اور پریشان ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ حلقہ در حلقہ، محدود و محصور اور مضبوط اور منظّم ہیں ایک حلقہ احمدیت ہے۔ اس میں چھوٹا، بڑا، زن و مرد، بچہ بوڑھا، ہر احمدی مرکز ’’نبوت‘‘ پر مرکوز مجتمع ہے۔ مگر تنظیم کی ضرورت اور برکات کا علم و احساس ملاحظہ ہو کہ اس جامع و مانع تنظیم پر بس نہیں۔ اس وسیع حلقہ کے اندر متعدد چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر ہر فرد کو اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ ہل نہ سکے۔ عورتوں کی مستقل جماعت لجنہ اماء اللہ ہے۔ اس کا مستقل نظام ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر اس کا جداگانہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ خدام الاحمدیہ نوجوانوں کا جدا انتظام ہے۔ پندرہ تا چالیس سال کے ہر فرد جماعت کا خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ چالیس سال سے اوپر والوں کا مستقل ایک اور حلقہ ہے۔ انصار اللہ جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان تک شامل ہیں۔ میں ان واقعات اور حالات میں مسلمانوں سے صرف اس قدر دریافت کرتا ہوں کہ کیا ابھی تمہارے جاگنے اور اُٹھنے اور منظّم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تم نے متعدد مورچوں کے مقابلہ میں کوئی ایک مورچہ لگایا۔ حریف نے عورتوں کو میدان جہاد میں لا کھڑا کیا۔ میرے نزدیک ہماری ذلت اور رسوائی اور میدان کشاکش میں شکست و پسپائی کا ایک بہت بڑا سبب یہی غلط معیار شرافت ہے۔‘‘

(زمزم لاہور 23 جنوری 1945ء

بحوالہ خلافت وقت کی ضرورت ہے (اغیار کی نظر میں) از حنیف احمد محمود صفحہ 100-101)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تمام ممالک کی تنظیموں کو آزاد کر کے اپنے ماتحت لینے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر تین تنظیموں کے نظام کو مزید مضبوط و مربوط کرنے کے لئے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری برائے لجنہ، برائے خدام اور برائے انصار مقرر فرمایا تو کام میں جہاں جدّت پیدا ہوئی وہاں کام میں بہتری بھی آئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِكَ

اللہ تعالیٰ ہمیں نظام سلسلہ کا فعال کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ابو سعید)

رپورٹ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

لجنہ اماء اللہ سسکاٹون ریجن کا سالانہ اجتماع 2022ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! لجنہ اماء اللہ سسکاٹون ریجن کا سالانہ اجتماع دو سال کے وقفہ کے بعد محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ 2/ جولائی 2022ء کو مسجد بیت الرحمت سسکاٹون میں منعقد ہوا۔ کوڈ-19 کی وباء کے مضر اثرات سے بچاؤ کی وجہ سے گذشتہ دو سال سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات نہیں ہو سکے۔ امسال اس وباء کی شدت میں کمی کے باعث جیسے ہی کینیڈا بھر میں لجنہ اماء اللہ کو علمی ریلیز اور اجتماعات منعقد کروانے کی اجازت ملی تو ممبرات لجنہ میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ہمارے یہاں تو بعض لجنہ ممبرز کی خوشی دیدنی تھی۔

2/ جولائی بروز ہفتہ صبح نو بجے ڈیوٹی دینے والی تمام کارکنات مسجد میں آنا شروع ہوگئیں۔ سب کارکنات نے اپنے اپنے شعبہ جات کی پٹیاں (sash) پہن رکھیں تھیں اور بڑے احسن رنگ میں زیرلب ذکر الٰہی کرتے ہوئے اپنے اپنے شعبہ کی ناظمہ صاحبہ کی ہدایات کی روشنی میں تندہی سے خدمت بجا لا رہی تھیں۔ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کی طرف سے اس سال کے ریجنل سطح پر ہونے والے لجنہ اور ناصرات کے اجتماعات کا عنوان (Theme) ’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ‘‘ تھا۔ اجتماع کے عنوان کی مناسبت سے اجتماع کا آغاز سورۃ الفاتحہ کی تلاوت سے ہوا جو انعم جمشید صاحبہ نے خوش الحانی سے پیش کی اور ساتھ انگریزی اور اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ ازاں بعد ماریہ عثمان صاحبہ نے بھی اجتماع کے عنوان کے حوالے سے حدیث مبارکہ اور اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ بعد ازاں ریجنل صدر لجنہ اماء اللہ سسکاٹون بشریٰ نذیر آفتاب نے لجنہ اماء اللہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد عزیزہ نغمانہ ادریس صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام میں سے ’’ہے دستِ قبلہ نما لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ‘‘ کے چند اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد باقاعدہ علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ مقابلہ جات کے دوران بہنوں کے استفادہ کے لئے وقتاً فوقتاً اجتماع کے عنوان ’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ‘‘ کے مطابق حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی سورۃ الفاتحہ کی عظیم الشان تفسیر اور اسی طرح سیدنا محمود المصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سورۃ الفاتحہ کی معرکۃ آراء تفسیر میں سے چیدہ چیدہ نکات پیش کئے جاتے رہے جسے تمام لجنہ ممبرز نے بہت سراہا۔ علمی مقابلہ جات کے اختتام کے بعد ماؤں اور بچیوں سے میٹنگ ہوئی جس میں دو Presentations پریزنٹیشنز پیش کی گئیں۔ پہلی Guide us to the right path، ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ کے عنوان پر ریجنل صدر لجنہ سسکاٹون نے پیش کی اور دوسری رشتہ ناطہ کے شعبے سے متعلقہ، ریجنل رشتہ ناطہ کوآرڈینیٹر زاہدہ بٹر صاحبہ اور مونا خان صاحبہ نے پیش کیا۔ ماڈریٹرز اور آڈیو وڈیو کے فرائض ریجنل جنرل سیکرٹری عائشہ شیراز صاحبہ، نائلہ گورائیہ صاحبہ، ریجنل آڈیٹر نائلہ انور صاحبہ اور نور انور صاحبہ نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کے آخر پر تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی ریجنل صدر سسکاٹون نے تمام اول، دوئم اور سوئم آنے والی ممبرات میں انعامات تقسیم کئے، تمام ممبرات کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دُعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی یہ دینی و علمی تقریب نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔ COVID-19 کی وجہ سے ابھی بھی اندرون کینیڈا سفر کرنے میں احتیاط برتی جارہی ہے اور حالات بھی ابھی تک سازگار نہیں ہیں۔ اس لئے محترمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا ہمارے اجتماع میں شامل نہ ہوسکیں۔ تاہم انھوں نے اور نیشنل سیکرٹری صاحبہ تعلیم نے اجتماع سے متعلق تمام اہم امور میں راہنمائی کی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ اس اجتماع کی قابل ذکر بات یہ ہے کہ لجنہ کے نماز ہال سے ملحقہ لابی میں تحریک جدید، وقف جدید، صنعت و دستکاری کے بوتھ لگائے گئے تھے اور پوسٹرز بھی آویزاں کئے گئے تھے، ساتھ میں ہی ایک بوتھ ’’حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں خط لکھیں‘‘ پر بھی بنایا گیا تھا۔ تمام بہنوں نے اپنے پیارے آقا کی خدمت اقدس میں خطوط لکھے۔ سب سے زیادہ رش اِس بوتھ پر تھا۔ ماؤں کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے بچوں نے بھی پین سے پیپر پر لائنیں لگا کر اپنے پیارے آقا سے محبت و شفقت کا اظہار کیا۔ دوپہر کے کھانے سے قبل مکرم سعد حیات باجوہ صاحب مربی سلسلہ سسکاٹون نے ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ہی تمام لجنہ، ناصرات اور بچوں کو دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ ضیافت کی ٹیم نے مرغ پلاؤ، رائتہ، آئس کریم اور چائے سے اجتماع میں شامل 257 لجنہ، ناصرات اور بچوں کی تواضع کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام شعبہ جات کی ناظمات اور کارکنات کی عاجزانہ خدمات کو قبول و منظور فرمائے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29؍ جولائی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

ایرانی سرحدوں سے رومیوں پر حملہ کا رستہ کھل جانا ایک ایسا معجزہ تھا جس کا خیال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی نہیں آسکا اور یہ کارنامہ ایسے شخص کے ہاتھوں رونما ہوا جس کی نظیر پیدا کرنے سے عرب و عجم کی عورتیں واقعی عاجز رہیں جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تھا۔۔۔حضرت خالدؓ بن ولید ہر معرکہ میں شامل ہوئے، اُنہیں کسی موقع پر بھی شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا، دربار رِسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا خطاب ملا تھا اور آپؓ نے اِس خطاب کا حق ادا کر دیا

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ کی مہمات کے تذکرہ کے تسلسل میں حضرت خالدؓ بن ولید کی سرکردگی میں 12 ہجری میں لڑی گئی باقی جنگوں حیرہ، اَنبار (ذات العیون)، عین التَّمر، دُومتہ الجندل، حُصَید وخَنافس، مُصَیّخ، ثنی و زُمیل، رُضاب نیز فِراض کے اسباب اور فتوحات کی بابت مفصل تفصیلات بیان فرمائیں۔

فتح حیرہ عظیم جنگی اہمیت کی حامل ثابت ہوئی

اِس سے مسلمانوں کی نگاہ میں فتح فارس کی امیدیں بڑھ گئیں۔حیرہ کو اسلامی فوج کے سپہ ٔسالار اعظم نے اپنا مرکز اور صدر مقام قرار دیا، جہاں سے اسلامی افواج کو ہجوم و دفاع اور نظم و امداد کے احکام جاری کئے جاتے تھے اور قیدیوں کے امور کے نظم و ضبط سے متعلق تدبیر و سیاست کا مرکز بنایا اور وہاں سے حضرت خالدؓ نے خراج اور جزیہ کو وصول کرنے کے لئے مختلف صوبوں پر عامل اور اِسی طرح سرحدوں پر اُمَراء مقرر کئے تا کہ دشمن سے حفاظت ہو سکے۔۔۔حیرہ کی فتح سے عراق کو فتح اور اُس کو اسلامی سلطنت کے تابع کرنے سے متعلق حضرت ابو بکرؓ کی آرزوؤں کا ایک حصہ پایہ ٔتکمیل کو پہنچ گیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید پر الزام لگانے والوں کے لئے قابل غور

جنگ اَنبار یا ذات العیون (آنکھوں والی جنگ) میں دشمن کے پسپا ہو کر قلعہ بند ہونے نیز حاکم اَنبار شِیرازاذ کی حضرت خالدؓ بن ولید سے درخواست صلح کے تناظر میں بیان ہوا۔ یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جو مؤرّخ اور سیرت نگار حضرت خالدؓ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپؓ وحشت و بربریت کا بازار گرم رکھتے اور قتل و غارت گری کئے جاتے تھے، اُن کے لئے قابل غور ہے کہ سخت ترین جنگ کرنے اور بار بار پیشکش صلح کو بھی قبول نہ کرنے کے باوجود دشمن پر غلبہ پالیا اور اُس نے جب وہاں سے جانے کی اجازت مانگی تو پھر تین دن کا سامان رسد ساتھ لے کر جانے کی اجازت بھی دے دی اور کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ پس یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ آپؓ پر الزام ہے کہ آپؓ ظلم کیا کرتے تھے۔

عہد تاریخ پر گہرے اور اَن مٹ نقوش چھوڑنے والے

جنگ عین التَّمر اور اُس کے قلعہ کے محاصرہ نیز اِس کا سامان بطور غنیمت لینے کے ضمن میں بیان ہوا ۔حضرت خالدؓ بن ولید نے اُن کے کلیساء کے اندر چالیس لڑکوں کو پایا جنہیں عیسائیوں نے گروی بنالیا تھا، یہ لڑکے بیشتر عربی نژاد تھے، اِن کو اسلامی تاریخ میں اِس لئے اہمیت حاصل ہے کہ اِن کی اولاد میں سے ایسے بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے اُس عہد میں اور بعد کے عہد کی تاریخ پر گہرے اور اَن مٹ نقوش چھوڑے ۔ اِن لڑکوں میں محمدؒ بن سیرین کے والد سیرین، موسیٰ بن نُصیر کے والد نُصیر اور حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حُمران بھی شامل تھے۔ بہت بڑے صناع سیرین عراق کے رہنے والے تھے، معرکہ ٔعین التَّمر میں قیدی ہوئے اور حضرت انسؓ بن مالک کے غلام بنے نیز آپؓ سے مکاتبت کرتے ہوئے آزادی حاصل کر لی تھی۔ اُن کے بیٹے مشہور تابعی اور اُن کا نام محمدؒ بن سیرین تھا نیز تفسیر، حدیث، فقہ اور تعبیر الرؤیا فنون میں امام تھے۔ پھر بنو اُمیَّہ کے قیدیوں میں سے نُصیر، موسیٰ بن نُصیر کے والد، جنہیں بنو اُمیَّہ کے کسی شخص نے آزاد کروایا تھا، یہ اپنے بیٹے موسیٰ کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں۔موسیٰ بن نُصیر نے شمالی افریقہ میں شہرت پائی اور طارق بن زیاد کے ساتھ مِل کر اسپین میں اسلامی حکومت قائم کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا تھا۔ یہود میں سے حُمران بن اَبان بھی عین التَّمر کے قیدیوں میں سے تھے، اِنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا، حضرت عثمانؓ نے اِنہیں آزاد کروادیا تھا۔ آپؓ کا خاص قرب پانے والے 41 ہجری میں کچھ عرصہ کے لئے حاکم بصرہ بنے اور بعد میں بنو اُمیَّہ کی حکومت میں بڑا نام پیدا کیا۔

اُکیدر کو قیدی بنا کر قتل کرنے کی وجہ

بر تفصیلات جنگ دُومتہ الجندل بمطابق ایک روایت بیان ہوا کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہؐ نے اُکیدر کی طرف روانہ کیا، آپؓ اُس کو قید کر کے آپؐ کی خدمت میں لے آئے، آپؐ نے اُس پر احسان کر کے اُسے چھوڑ دیا نیز اُس سے معاہدہ لکھوایا تھا لیکن اُس نے اِس کے بعد بدعہدی کی اور حکومت مدینہ کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔جس وقت اُکیدر کو حضرت خالدؓ کے دُومتہ الجندل آنے کی اطلاع ملی تو یہ اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ کر نکل گیا، آپؓ کو دُومتہ الجندل کے راستہ میں سے خبر ملی تو آپؓ نے عاصمؓ بن عَمرو کو اِس کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا، اُنہوں نے اُسے گرفتار کرلیا اور اُس کی سابقہ خیانت کی وجہ سے حضرت خالدؓ نے اُس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اُس کو قتل کر دیا گیا۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اُس کی خیانت اور غداری کی وجہ سے اُسے ہلاک کیا۔

دوران جنگ مُصَیّخ دو ایسے اسلامی فوجی مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے

جو مُصَیّخ میں مقیم اور جن کے پاس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عطاء کیا ہوا اَمان نامہ بھی تھا، جب آپؓ کو اُن کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو اُن کا خون بہا ادا کر دیا۔حضرت عمرؓ نے اصرار کیا کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو اُن کے اِس فعل کی سزاء ملنی چاہئے لیکن حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا! جو مسلمان دشمن کی سرزمین میں دشمن کے ساتھ قیام پذیر ہوں اُن کے ساتھ ایسی صورت حال پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے، تاہم آپؓ نے اُن کی اولاد کی پرورش نیز خیال رکھنے کے متعلق وصیت بھی فرمائی۔

عرب کی آخری فتح فِراض مقام کی فتح تھی

حضرت خالدؓ بن ولید رُضاب پر قبضہ کر کے فِراض پہنچے، اِس سفر میں آپؓ کو بہت سے لڑائیاں پیش آئیں، یہاں آپؓ رمضان کے روزے بھی نہ رکھ سکے۔حضرت خالدؓ کے اِن اچانک حملوں اور قبائل کے اِن کے بالمقابل عاجز رہنے کی خبریں عراق بھر میں پھیل چکی تھیں اور صحراء میں رہنے والے تمام قبائل خوفزدہ ہو چکے تھے، اُنہوں نے مسلمانوں کے آگے ہتھیار ڈالنے اور اُن کی اطاعت قبول کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ اگر عیاضؓ بن غنم کی قسمت ساتھ دیتی اور وہ ابتداء ہی سے دُومتہ الجندل فتح کر لیتے تو غالبًا خالدؓ فِراض تک نہ پہنچتے کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا منشاء سارے عراق اور شام کو فتح کرنے کا نہ تھا، وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ اِن دونوں ملکوں کی سرحدوں پر جو عرب سے ملتی ہیں امن و امان قائم ہو جائے اور اِن اطراف سے ایرانی اور رومی عرب پر حملہ آور نہ ہوسکیں لیکن اللہ کو یہی منظور تھا کہ یہ دونوں مملکتیں مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائیں، اِس لئے اُس نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ خالدؓ عراقی قبائل کو مطیع کرنے کی غرض سے انتہائی شمال تک چلے گئے اور اِس طرح مسلمانوں کے لئے بالائی جانب سے شام پر حملہ کرنے کا راستہ کھل گیا۔فِراض میں حضرت خالدؓ بن ولید کو کامل ایک مہینہ قیام کرنا پڑا، یہاں بھی اُنہوں نے ایسی جرأت اور عظم و استقلال کا مظاہرہ کیا کہ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔عراق میں خالدؓ سیف اللہ نے جو معرکے سر کئے یہ اُس کی آخری کڑی تھی، اِس کے بعد ایرانیوں کی شان و شوکت خاک میں مِل گئی پھر اُن کو ایسی جنگی قوت حاصل نہ ہوسکی جس سے مسلمان خوفزدہ ہوں۔

عراق کی فتح پر ایک نظر

عراق پر چڑھائی ایک بہت بڑی کامیابی کی علامت تھی، وہاں مسلمانوں نے فارسی افواج کو جو اُن سے تعداد اور سامان حرب میں کہیں زیادہ طاقتور تھیں پے در پے تباہ کن شکستیں دیں، یاد رہے کہ فارسی لشکر اپنے وقت کا سب سے مہلک جنگی لشکر تھا، عہد صدیقی کا یہ ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ عسکری میدان میں تمام تر کامیابی حضرت خالدؓ بن ولید، اِن کے رفقاء و سپہ ٔسالاروں کی مرہون منت ہے مگر اِس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اِن فتوحات اور کامیابیوں کو حضرت ابو بکرؓ جیسی عظیم شخصیت کی سرپرستی حاصل تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ کسی فوج کا کوئی بڑے سے بڑا باصلاحیت سپہ ٔسالار ایسے تیقن، یکسوئی، وفاداری اور خلوص کا مظاہرہ نہیں کرسکتا جب تک اُسے سربراہ مملکت کی ذاتی خوبیوں اور اعلیٰ کردار نے متاثر نہ کیا ہو۔ جہاں خلیفہ اوّلؓ کو تاریخ اسلام میں ایک اہم ترین مقام حاصل ہے وہاں سیّدنا خالدؓ بھی اِن نامور سپہ ٔسالاروں میں سب سے پہلے تھے جو بیرونی علاقوں کو فتح کرنے اور دنیا کے سیاسی اور مذہبی نقشہ کو نئی شکل دینے میں حضرت ابو بکرؓ کے دست راست تھے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل

حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! اگلے جمعہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ ٔسالانہ بھی شروع ہو رہا ہے، دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اِس جلسہ کو بابرکت فرمائے۔شامل ہونے والے جو آرہے ہیں اُن کا سفر بھی خیریت سے ہو۔ جو ڈیوٹی دینے والے ہیں اُن کے لئے بھی دعا کریں، اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے فرائض ادا کرنے کی صحیح طرح توفیق عطاء فرمائے کیونکہ دو بلکہ تین سال کے وقفہ سے (پچھلے سال ہوا تھا مگر چھوٹے پیمانہ پر) مکمل طور پر بڑا جلسہ اب ہو رہا ہے، اِس لئے بعض دقتیں بھی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ جو بھی انتظامی دقتیں ہیں یا جو بھی دقتیں کسی صورت میں پیدا ہوسکتی ہیں اُن کو دُور فرمائے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8؍ جولائی 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دَور میں باغی مرتدین کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دَورِ خلافت میں باغیوں اور مرتدین کے خلاف ہونے والی گیارھویں مہم کا تفصیلی ذکر

ابوبکر بڑے دُور اندیش گہری بصیرت کے مالک اور انجام کار پر نگاہ رکھتے تھے جہاں سختی کی ضرورت ہوتی سختی کرتے، جہاں عفو و درگزر کی ضرورت ہوتی عفو و درگزر سے کام لیتے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کی مہمات کا جو باغیوں کے خلاف تھیں ذکر چل رہا ہے۔ اس سلسلہ میں

گیارھویں مہم

کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہ مہم مُہاجر بن ابو امیہؓ کی یمن کے مرتد باغیوں کے خلاف تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک جھنڈا حضرت مُہاجر بن ابو امیہؓ کو دیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اَسْوَد عنسی کی فوج کا مقابلہ کریں اور ابناء کی مدد کریں جن سے قَیس بن مَکْشُوح اور دوسرے اہل یمن برسرپیکار تھے۔ اس وقت یمن میں دو اہم طبقے تھے۔ ایک اصلی باشندے جن کا تعلق سبا اور حِمیَر کے خاندان سے تھا اور دوسرے فارسی آباء کی نسل جن کو اَبْنَاء کہتے تھے۔ یہ ابناء اس وقت یمن کی سب سے مقتدر اقلیت تھے۔ ایک عرصہ سے یمن کا حاکم کسریٰ کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اس لیے حکومت کے اکثر عہدے ابناء کو حاصل تھے۔ بہرحال لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت مُہاجر کو ہدایت دی کہ فارغ ہو کر کِنْدَہ قبیلے کے مقابلے کے لیے حَضْرَمَوت چلے جانا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۲۸۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 59 مطبوعہ جاوید بٹ پریس)

حَضْرَمَوت یمن سے مشرق کی طرف ایک وسیع علاقہ ہے جس میں بیسیوں بستیاں ہیں۔ حَضْرَمَوت اور صَنْعَاء کے درمیان 216 میل کا فاصلہ ہے۔

(معجم البلدان جلد۲ صفحہ۳۱۱)

(فرہنگ سیرت صفحہ 226 زوار اکیڈمی کراچی)

کِنْدَہ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

(فرہنگ سیرت صفحہ 248 زوار اکیڈمی کراچی)

حضرت مُہاجِرؓ کے تعارف کے بارے میں

لکھا ہے کہ آپؓ کا نام مُہاجر بن ابو امیہؓ بن مغیرہ بن عبداللہ تھا۔ حضرت مُہَاجِر بن ابو امیہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ کے بھائی تھے۔ آپؓ غزوۂ بدر میں مشرکین کی طرف سے شامل ہوئے اور اس دن آپؓ کے دو بھائی ہشام اور مسعود قتل ہوئے۔ آپؓ کا اصل نام ولید تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر دیا تھا۔

(اسد الغابہ جزء ۵ صفحہ ۲۶۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء)

(الإصابة فی تمییز الصحابۃ جزء ۶ صفحہ۱۸۰ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۵ء)

ایک روایت میں ہے کہ مُہاجر غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض تھے۔ ایک روز حضرت اُمّ سلمہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھو رہی تھیں تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی بھی چیز کس طرح فائدہ پہنچا سکتی ہے جبکہ آپ میرے بھائی سے ناراض ہیں؟ جب حضرت اُمّ سلمہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ نرمی اور شفقت کے آثار دیکھے تو انہوں نے اپنی خادمہ کو اشارہ کیا اور وہ مُہَاجِر کو بلا لائی۔ مُہاجر مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول فرما لیا اور ان سے راضی ہو گئے اور ان کو کِنْدَہ کا عامل مقرر فرما دیا مگر وہ بیمار ہو گئے اور وہاں نہ جا سکے تو انہوں نے زیاد کو لکھا کہ وہ ان کی خاطر ان کا کام بھی سرانجام دیں۔ پھر جب انہوں نے بعد میں شفا پائی تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کی امارت کے تقرر کو پورا کیا اور انہیں نجران سے لے کر یمن کے آخری حدود تک حاکم مقرر کیا اور قتال کا حکم دیا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ۳۰۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ لبنان ۲۰۱۲ء)

ضَحَّاک بن فَیْرُوز کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ارتداد شروع ہوا جس کا بانی ذُوالخِمار عَبْہَلَہ بن کعب تھا جو اَسْوَد عنسی کے نام سے مشہور ہوا۔

(تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۲۲۴، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

اَسْوَد عنسی

یمن کے قبیلہ بنو عَنْس کا سردار تھا۔ سیاہ فام ہونے کی وجہ سے اَسْوَد کہلاتا تھا۔

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابو النصر مترجم صفحہ 570)

ایک روایت میں اس کا نام عَبْہَلَہ بن کَعْب کی بجائے عَیْہَلَہ بن کعب بن عوف عنسی بیان ہوا ہے۔ اَسْوَد عنسی کا لقب ذُوالخِمار تھا کیونکہ وہ ہر وقت کپڑا لپیٹے ہوئے رہتا تھا۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد۲ صفحہ۲۰۱ ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن دارلکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

اور بعض کے نزدیک اس کا لقب ذُوالخُمار یعنی نشہ میں مست رہنے والا بھی ملتا ہے۔

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابو النصر مترجم صفحہ 570)

بعض روایت میں اس کا لقب ذُوالحِمار بیان کیا جاتا ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اَسْوَد کے پاس ایک سدھایا ہوا گدھا تھا۔ یہ جب اس کو کہتا کہ اپنے مالک کو سجدہ کرو تو وہ سجدہ کرتا۔ بیٹھنے کو کہتا تو بیٹھ جاتا۔ کھڑے ہونے کو کہتا تو کھڑا ہو جاتا۔

(الانساب لصحاری جزء ۱ صفحہ ۳۸۷ مطبوعہ ۲۰۰۶ء)

بعض کے نزدیک اس کو ذُوالحِمار اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ کہتا تھا کہ جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہوتا ہے۔

(مدارج النبوۃ مترجم جلد 2 صفحہ 481 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)

بہرحال لکھا ہے کہ اَسْوَد نے اپنا لقب رَحْمَانُ الْیَمَن رکھا جیسے مسیلمہ نے اپنا لقب رَحْمَانُ الْیَمَامَہ رکھا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اس پر وحی آتی ہے اور اسے دشمنوں کے تمام منصوبوں کا علم قبل از وقت ہو جاتا ہے۔

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابو النصر مترجم صفحہ 571)

اَسْوَد شعبدہ باز تھا اور لوگوں کو عجیب و غریب شعبدے دکھاتا تھا۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد۲ صفحہ۲۰۱ ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن دارلکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

بخاری کی روایت کے مطابق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں پہلے سے ہی بتا دیا گیا تھا کہ دو جھوٹے مدعیان نبوت خروج کریں گے

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ حدیث بیان کرتے ہیں کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ،

فَوُضِعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ، فَأُوحِيَ اللّٰهُ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا، صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفة روایت نمبر ۴۳۷۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دوران کہ مَیں سویا ہوا تھا رؤیا میں مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے اور میرے ہاتھ میں دو سونے کے کڑے رکھے گئے تو مجھ پر گراں گزرا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ مَیں ان دونوں پر پھونک ماروں۔ مَیں نے ان پر پھونک ماری تو وہ غائب ہو گئے۔ مَیں نے اس سے مراد دو جھوٹے لیے جن کے درمیان مَیں ہوں۔ صنعاء والا اَسْوَد عنسی، یمامہ والا مسیلمہ کَذّاب۔

بخاری میں ہی ایک اَور روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیا بتائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں سویا ہوا تھا کہ مجھے دکھایا گیا کہ میرے دونوں ہاتھوں پر دو سونے کے کڑے رکھے گئے ہیں جس پر میں گھبرا گیا اور ان کو بُرا جانا۔ مجھے کہا گیا تو مَیں نے ان دونوں پر پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے یعنی اللہ کی طرف سے کہا گیا۔ مَیں نے ان کی تعبیر کی کہ دو جھوٹے ہیں جو میرے خلاف نکلیں گے۔ راوی عبید اللہ نے کہا کہ ان دو میں سے ایک تو عنسی تھا جسے یمن میں فیروز نے قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کَذّاب۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب قصة الاَسْوَد العنسی حدیث:۴۳۷۹)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایرانی بادشاہ کِسریٰ کو دعوتِ اسلام کا خط لکھا تو اس نے غضبناک ہو کر اپنے ماتحت عاملِ یمن بَاذَانْ بعض اس کا نام بَدْھَانْ بھی بیان کرتے ہیں، اس کو حکم دیا کہ وہ اس شخص کا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لے کر دربار میں پہنچے۔ بَاذَان نے دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ کیے مگر

آپؐ نے فرمایا: میرے اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے بادشاہ کو اس کے بیٹے شِیْرَوَیْہ نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جگہ خود بادشاہ بن بیٹھا ہے

اور ساتھ ہی بَاذَان کو دعوتِ اسلام دی اور فرمایا کہ اگر وہ اسلام قبول کر لے گا تو اسے بدستور یمن کا حاکم رکھا جائے گا۔ یہ سن کر دونوں اشخاص واپس چلے گئے۔ بَاذَان کو ساری بات بتائی اور اسی دوران بَاذَان کو یہ خبر بھی مل گئی کہ واقعی ایسا ہوا کہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شِیْرَوَیْہ نے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی جگہ خود بادشاہ بن گیا ہے۔ بَاذَان نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو پورا ہوتے دیکھ لیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام قبول کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حاکم یمن برقرار رکھا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ (مترجم) از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ صفحہ 117-118)

اس خط کے بارے میں اور دعوتِ اسلام کے بارے میں اور جو کسریٰ نے کہا تھا اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک جگہ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ’’عبد اللہ بن حُذَافہؓ کہتے ہیں کہ جب مَیں کسریٰ کے دربار میں پہنچا تو مَیں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی جو دی گئی۔ جب مَیں نے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ کے ہاتھ میں دیا تو اس نے ترجمان کو پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔ جب ترجمان نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا تو کسریٰ نے غصہ سے خط پھاڑ دیا۔ جب عبد اللہ بن حُذَافہ نے یہ خبر آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی تو آپؐ نے فرمایا۔

کسریٰ نے جو کچھ ہمارے خط کے ساتھ کیا خدا تعالیٰ اس کی بادشاہت کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

کسریٰ کی اس حرکت کا باعث یہ تھا کہ عرب کے یہودیوں نے ان یہودیوں کے ذریعہ سے جو روم کی حکومت سے بھاگ کر ایران کی حکومت میں چلے گئے تھے اور بوجہ رومی حکومت کے خلاف سازشوں میں کسریٰ کا ساتھ دینے کے کسریٰ کے بہت منہ چڑھے ہوئے تھے، کسریٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت بھڑکا رکھا تھا۔ جو شکایتیں وہ کر رہے تھے اس خط نے کسریٰ کے خیال میں ان کی تصدیق کر دی اور اس نے خیال کیا کہ یہ شخص میری حکومت پر نظر رکھتا ہے۔‘‘ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسریٰ کی حکومت پر نظر رکھتے ہیں یہ اس کا خیال تھا۔ ’’چنانچہ اس خط کے معاً بعد کسریٰ نے اپنے یمن کے گورنر کو ایک چٹھی لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ قریش میں سے ایک شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے اور اپنے دعوؤں میں بہت بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تُو فوراً اس کی طرف دو آدمی بھیج جو اس کو پکڑ کر میری خدمت میں حاضر کریں۔ اِس پر بَاذَان نے جو اس وقت کسریٰ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا ایک فوجی افسر اور ایک سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھجوائے اور ایک خط بھی آپ کی طرف لکھا کہ آپ اس خط کے ملتے ہی فوراً اِن لوگوں کے ساتھ کسریٰ کے دربار میں حاضر ہو جائیں۔ وہ افسر پہلے مکہ کی طرف گیا۔ طائف کے قریب پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ آپ ’’صلی اللہ علیہ وسلم ’’مدینہ میں رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ وہاں سے مدینہ گیا۔ مدینہ پہنچ کر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کسریٰ نے بَاذَان گورنر یمن کو حکم دیا ہے کہ آپ کو پکڑ کر اس کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔ اگر آپ اس حکم کا انکار کریں گے تو وہ آپ کو بھی ہلاک کر دے گا اور آپ کی قوم کو بھی ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔ اس لئے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سن کر فرمایا۔ اچھا کل پھر تم مجھ سے ملنا۔ رات کو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور

خدائے ذوالجلال نے آپؐ کو خبر دی کہ کسریٰ کی گستاخی کی سزا میں ہم نے اس کے بیٹے کو اس پر مسلط کر دیا ہے

چنانچہ وہ اسی سال جمادی الاولیٰ کی دسویں تاریخ پیر کے دن اس کو قتل کر دے گا اور بعض روایات میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا آج کی رات اس نے اسے قتل کر دیا ہے ممکن ہے وہ رات وہی دس جمادی الاولیٰ کی رات ہو۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا اور ان کو اس پیشگوئی کی خبر دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بَاذَان کی طرف خط لکھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلاں تاریخ فلاں مہینے قتل کر دیا جائے گا۔ جب یہ خط یمن کے گورنر کو پہنچا تو اس نے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو ایسا ہی ہو جائے گا ورنہ اس کی اور اس کے ملک کی خیر نہیں۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ایران کا ایک جہاز یمن کی بندرگاہ پر آ کر ٹھہرا اور گورنر کو ایران کے بادشاہ کا ایک خط دیا جس کی مہر کو دیکھتے ہوئے یمن کے گورنر نے کہا۔ مدینہ کے نبی نے سچ کہا تھا۔ ایران کی بادشاہت بدل گئی اور اس خط پر ایک اَور بادشاہ کی مہر ہے۔ جب اس نے خط کھولا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ بَاذَان گورنر یمن کی طرف ایران کے کسریٰ شِیْرَوَیْہ کی طرف سے یہ خط لکھا جاتا ہے۔ مَیں نے اپنے باپ سابق کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اس لئے کہ اس نے ملک میں خونریزی کا دروازہ کھول دیا تھا اور ملک کے شرفا کو قتل کرتا تھا اور رعایا پر ظلم کرتا تھا۔ جب میرا یہ خط تم تک پہنچے تو فوراً تمام افسروں سے میری اطاعت کا اقرار لو اور اس سے پہلے میرے باپ نے جو عرب کے ایک نبی کی گرفتاری کا حکم تم کو بھجوایا تھا اس کو منسوخ سمجھو۔ یہ خط پڑھ کر بَاذَان اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت وہ اور اس کے کئی ساتھی اسلام لے آئے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اسلام کی اطلاع دے دی۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 317 تا 319) دیباچہ تفسیر القرآن میں یہ تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے لکھی ہے۔

جب بَاذَان کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء کو یمن کے مختلف علاقوں پر عامل مقرر فرمایا اور مُعاذ بن جبل یمن اور حَضْرَمَوْت کے ان تمام علاقوں کے معلم تھے۔ لہٰذا وہ ان سب مقامات کا دورہ کرتے رہتے تھے۔ اَسْوَد جو کہ ایک کاہن تھا اور یمن کے جنوبی حصہ میں رہتا تھا اس نے شعبدہ بازی اور مُسَجَّع اور مُقَفّٰی گفتگو کی وجہ سے بہت جلد لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔ وہ لوگوں پر یہ ظاہر کرتا کہ اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو ہر بات اس کو بتا دیتا ہے اور اس کے دشمنوں کے منصوبے اور راز فاش کر دیتا ہے جس پر سادہ اور جاہل لوگوں کی بہت بڑی تعداد اس کے گرد اکٹھی ہو گئی۔ دراصل اَسْوَد عنسی نے یہ نعرہ بھی لگایا کہ یمن صرف یمنیوں کا ہے تو یمن کے باشندے قومیت کے اس نعرے سے بہت متاثر ہوئے۔ یہ نعرہ بڑا پرانا ہے آج بھی یہی استعمال ہوتا ہے اور دنیا میں جو فساد پھیلا ہوا ہے اسی وجہ سے ہے۔ بہرحال کیونکہ یمن میں اسلام ابھی پوری طرح لوگوں میں راسخ نہیں ہوا تھا اس لیے ان لوگوں نے اجنبی تسلط سے آزاد ہونے کے لیے اَسْوَد کی قومیت کے نعرے پر لبیک کہا اور اس کے ساتھ مل گئے۔

جب یہ تشویشناک اطلاعات مدینہ پہنچیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ موتہ کے شہداء کا انتقام لینے اور شمالی جانب سے حملوں کی روک تھام کے لیے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے سرداروں کے نام پیغام بھیجا کہ وہ اپنے طور پر اَسْوَد کا مقابلہ جاری رکھیں اور جونہی اسامہ کا لشکر فتح یاب ہو کر لوٹے گا تو اسے یمن کی جانب روانہ کر دیا جائے گا۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

(سیرت سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ از ابو النصر مترجم صفحہ 571)

اَسْوَد عنسی کی فوج میں سات سو گھڑ سوار تھے۔ اس نے بڑی فوج بنائی تھی اور اونٹ سوار اس کے علاوہ تھے۔ بعد میں اس کا اقتدار مضبوط ہوتا گیا۔ قبیلہ مُذْحِج میں اس کا قائم مقام

عَمرو بن مَعْدِی کَرِب

تھا۔ عَمرو بن مَعْدِی کَرِب یمن کا مشہور شہسوار تھا، شاعر تھا اور مقرر تھا۔ اس کی کنیت ابوثَوْر تھی۔

دس ہجری میں اس نے اپنے قبیلہ بَنُو زَبِید کے وفد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مرتد ہو گیا لیکن بعد میں پھر حق کی طرف رجوع کر لیا اور جنگِ قادسیہ میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے آخری ایام میں اس کا انتقال ہوا۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، ۱۶۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(تاریخ ادب عربی مترجم صفحہ 67-68 مطبوعہ غلام علی پرنٹرز لاہور)

بہرحال لکھا ہے کہ اَسْوَد عنسی نے پہلے اہلِ نجران پر حملہ کر کے حضرت عَمرو بن حَزمؓ اور حضرت خالد بن سعیدؓ کو وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد اس نے صَنْعَاء پر چڑھائی کی۔ وہاں حضرت شَہْر بن بَاذَانؓ نے اس کا مقابلہ کیا لیکن وہ شہید ہو گئے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ ان دنوں صنعاء میں ہی تھے مگر اس صورتحال کے پیشِ نظر حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس مَآرِب چلے گئے جہاں سے وہ دونوں حَضْرَمَوت چلے گئے۔ اس طرح اَسْوَد عنسی یمن کے تمام علاقے پر قابض ہو گیا۔ اَسْوَد عنسی نے حضرت شَہْرِ بن بَاذَانؓ کی شہادت کے بعد ان کی بیوی سے زبردستی شادی بھی کر لی تھی جس کا نام "مَرْزُبَانَہ" یا بعض کتب کے مطابق "آزاد" تھا۔ اسی اثناء میں حَضْرَمَوت اور یمن کے مسلمانوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پہنچا جس میں ان کو اَسْوَد عنسی کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ لہٰذا اس مقصد کے لیے حضرت معاذ بن جبلؓ کھڑے ہوئے اور اس سے مسلمانوں کے دل مضبوط ہو گئے۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کہتے ہیں کہ وَبَرْ بن یُحَنِّس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر ہمارے پاس آئے۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کا نام بعض جگہ جُشَیْش دَیْلَمِی بھی بیان ہوا ہے۔ بہرحال یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَسْوَد عنسی کے قتل کے لیے یمن میں خط لکھا تھا اور انہوں نے فیروز اور دَاذُوَیْہ کے ساتھ مل کر اسے قتل کیا تھا۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(اسد الغابہ جزء ۱ صفحہ ۵۳۵، جزء ۲ صفحہ ۶۴۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(مدارج النبوت جلد دوم صفحہ 474 شبیر برادرز لاہور 2004ء)

وَبَرْ بن یُحَنِّس کا نام وَبْرَہ بن یُحَنِّس بھی بیان ہوا ہے۔ وہ ابنائے یمن میں سے تھے اور دس ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس خط میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اَسْوَد کے خلاف جنگی کارروائی کریں نیز ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو ان لوگوں کو بھی پہنچائیں جو اس وقت اسلام پر راسخ ہوں اور دین کی حمایت کے لیے آمادہ ہوں۔ ہم نے عمل کیا مگر ہم نے دیکھا کہ اَسْوَد کے خلاف کامیاب ہونا بہت دشوار ہے۔

(تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۴۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(طبقات الکبریٰ جزء ۶ صفحہ ۶۲-۶۳ دارالکتب العلمیۃ ۲۰۱۷ء)

(اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۴۰۸ دارالکتب العلمیۃ ۲۰۱۶ء)

جِشْنَس دَیْلَمِی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک بات معلوم ہوئی کہ اَسْوَد اور قَیس بن عَبْدِ یَغُوْث کے درمیان کچھ پرخاش پیدا ہو چکی ہے۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی ہے یا کم از کم کچھ رنجشیں پیدا ہو گئی ہیں لہٰذا ہم نے سوچا کہ قَیس کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔

قَیس بن عَبْدِ یَغُوْث کے نام اور نسب کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق اس کا نام ھُبَیْرَہ بن عَبْدِ یَغُوْث تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عَبْدِ یَغُوْث بن ھُبَیْرَہ تھا۔ بہرحال ابوموسیٰ کا کہنا ہے کہ یہ قَیس بن عَبْدِ یَغُوْث بن مَکْشُوح تھے۔ ایک قول کے مطابق یہ صحابی نہ تھے جبکہ دوسرے قول کے مطابق ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ اَسْوَد عنسی کو قتل کرنے والوں میں شامل تھے اور عَمرو بن مَعْدِی کَرِب کے بھانجے تھے۔ یہ یمن میں مرتد ہونے والوں میں سے تھے لیکن بعد میں اسلام کی طرف لوٹ آئے اور فتح عراق اور جنگ قادسیہ میں ان کا بہت نمایاں نام آتا ہے۔ یہ جنگ نِہَاوَنْد میں شریک تھے اور جنگِ صِفِّیْن میں حضرت علیؓ کی ہمراہی میں شہید ہوئے۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کہتے ہیں کہ ہم نے قَیس کو اسلام کی دعوت دی اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ گویا ہم آسمان سے اترے ہیں۔ اس لیے اس نے فوراً ہماری بات مان لی اور اسی طرح ہم نے دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی خط و کتابت کی۔ مختلف قبائلی سردار بھی اَسْوَد کے مقابلے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ انہوں نے ہم سے خط کے ذریعہ مدد کا وعدہ کیا۔ ہم نے جواب میں لکھا کہ جب تک ہم آخری فیصلہ کر کے ان کو جواب نہ دیں وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے موصول ہونے کی وجہ سے اَسْوَد کے خلاف کارروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اسی طرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے تمام باشندوں کو اَسْوَد کے معاملہ کے متعلق لکھا تھا۔

انہوں نے آپ کی بات مان لی۔ جب یہ اطلاع اَسْوَد تک پہنچی تو اسے اپنی ہلاکت نظر آنے لگی۔ جِشْنَس دَیْلَمِی کہتے ہیں کہ مجھے ایک ترکیب سوجھی۔ مَیں اَسْوَد کی بیوی آزاد کے پاس گیا جو شَہْرِ بن بَاذَان کی بیوہ تھی اور اس سے اَسْوَد نے شَہْرِ بن بَاذَان کو قتل کرنے کے بعد شادی کر لی تھی۔ میں نے اسے اَسْوَد کے ہاتھوں اس کے پہلے خاوند حضرت شَہْرِ بن بَاذَان کی شہادت، اس کے خاندان کے دیگر افراد کی ہلاکت اور خاندان کو پہنچنے والی ذلت اور مظالم یاد دلائے اور اسے اَسْوَد کے خلاف اپنی مدد کے لیے کہا تو وہ بڑی خوشی سے تیار ہو گئی اور اس نے کہا کہ بخدا! مَیں اَسْوَد کو اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے بُرا سمجھتی ہوں۔ یہ اللہ کے کسی حق کا احترام نہیں کرتا اور نہ اللہ کی کسی حرام کردہ شے سے اجتناب کرتا ہے۔ پس جب تمہارا ارادہ ہو مجھے مطلع کرنا۔ مَیں اس معاملہ کی تدبیر کروں گی اور آخر کار ایک مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ اَسْوَد عنسی کی اسی بیوی کی تائید کے ساتھ اَسْوَد عنسی کو ایک رات اس کے محل میں داخل ہو کر قتل کر دیا گیا اور جب صبح ہوئی تو قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر اس امتیازی نشان کے ساتھ آواز لگائی گئی کہ مرتد باغی اَسْوَد اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے تو مسلمان اور کافر قلعہ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ پھر انہوں نے صبح کی اذان دی اور کہا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ یعنی مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اَسْوَد عنسی جھوٹا ہے پھر اس کا سر ان لوگوں کے سامنے پھینک دیا۔ اس طرح

یہ فتنہ تین ماہ تک اور ایک قول کے مطابق چار ماہ کے قریب بھڑک کر ٹھنڈا ہو گیا

اور تمام عُمّال اور امراء وغیرہ اپنے اپنے علاقوں میں حسبِ معمول مصروفِ عمل ہو گئے اور حضرت معاذ بن جبل ان لوگوں کی امامت کراتے تھے۔ اَسْوَد عنسی کے قتل، اس کی فوج کی شکست اور اس کے فتنے کے اختتام کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھیجی گئی تو اس سے پہلے آپؐ کا وصال ہو چکا تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال سے قبل اَسْوَد عنسی کے قتل کی خبر بذریعہ وحی اسی رات دے دی تھی جس رات وہ قتل ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے اگلی صبح اس کی اطلاع صحابہ کو بھی دے دی اور یہ بھی بتا دیا کہ اسے فیروز نے قتل کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کو خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد ملنے والی سب سے پہلی خوش خبری اَسْوَد عنسی کے قتل کی خبر تھی۔ اَسْوَد کے قتل کی خبر جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اس کی صبح کو آپؐ کا وصال ہو گیا اور ایک روایت کے مطابق جب اَسْوَد کے قتل کی خبر لانے والا مدینہ آیا تو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا جا رہا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ اَسْوَد کے قتل کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دس بارہ دن بعد مدینہ پہنچی جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہو چکے تھے۔ اس بارے میں مختلف روایتیں ہیں لیکن بہرحال یہ انہی دنوں کی، آٹھ دس دن پہلے یا بعد کی بات ہے۔

اَسْوَد کے قتل کے بعد صنعاء میں پہلے کی طرح مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی۔

(ماخوذ از الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۵ صفحہ ۴۰۴-۴۰۵ دارا الکتب العلمیۃ ۲۰۰۵ء)

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 60 مطبوعہ جاوید بٹ پریس)

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۱-۲۰۴ ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن دارلکتب العمیۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

(سیدنا ابوبکر الصدیقؓ از ڈاکٹر علی محمد صلابی صفحہ 301 مترجم شمیم احمد خلیل سلفی)

لیکن یمن میں ایک دفعہ پھر بغاوت اٹھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا جب یمن میں چرچا ہوا تو سدھرتے حالات پھر خراب ہو گئے۔ قَیس بن عَبْدِ یَغُوْث جو فَیْرُوْز اور دَاذُوَیہ کو ملا کر اَسْوَد سے باغی ہو گیا تھا اور جس نے ان کے تعاون سے اَسْوَد کو قتل کیا تھا اب پھر اسلام کی وفاداری سے منحرف ہو گیا۔ لائق اور اولوالعزم آدمی تھا۔ قومی عصبیت سے سرشار تھا۔ یمن میں فارسیوں کا اقتدار اسے ہمیشہ سے کھٹکتا رہتا تھا۔ اس کے خاتمہ کے بعد وہ ابناء کی خوشحالی اور ان کی اجتماعی اور اقتصادی برتری کو خاک میں ملانا چاہتا تھا۔ ایک کامیاب فوجی لیڈر وہ پہلے سے تھا اس نے اَسْوَد کے فوجی لیڈروں سے ساز باز کی اور ابناء کو ملک سے نکالنے کا منصوبہ بنا لیا۔ فیروز اور دَاذُوَیہ دونوں سے اس نے تعلقات خراب کر لیے۔ دَاذُوَیہ کو دھوکا سے قتل کر دیا۔ فیروز قتل ہوتے ہوتے بچ گیا۔ فیروز نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنی اور ابناء کی وفاداری سے مطلع کر کے درخواست کی کہ ہماری مدد کیجیے۔ ہم اسلام کے لیے ہر قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

(حضرت ابوبکرؓ کے سرکاری خطوط از خورشید احمد فارق صفحہ 60-61 مطبوعہ جاوید بٹ پریس)

لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حَضْرَمَوت کے علاقوں پر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے عامل زِیَاد بن لَبِید تھے۔حضرت زیاد بن لبید صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔حضرت زیادؓ کا ایک بیٹا عبد اللہ تھا۔عقبہ ثانیہ میں ستر اصحاب کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب مدینہ واپس آئے تو انہوں نے آتے ہی اپنے قبیلے بَنُو بَیَاضَہ کے بت توڑ دیے جو بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے گئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپ نے بھی ہجرت کی۔ اس لیے حضرت زیادؓ کو مہاجر انصاری کہا جاتا ہے۔مہاجر بھی ہوئے اور انصاری بھی تھے۔حضرت زیادؓ غزوہ بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور قبیلہ بَنُو بَیَاضَہ کے محلہ سے گزرے تو حضرت زِیادؓ نے اھلاً و سھلاً کہا اور قیام کے لیے اپنا مکان پیش کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو آزاد چھوڑ دو۔ یہ خود منزل تلاش کر لے گی۔محرم نو ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ و زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے الگ الگ محصلین مقرر فرمائے تو حضرت زِیادؓ کو حضر موت کے علاقے کا محصل مقرر فرمایا۔حضرت عمرؓ کے دَور تک آپؓ اسی خدمت پر مامور رہے۔ اس منصب سے سبکدوش ہونے کے بعد آپؓ نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں اکتالیس ہجری میں وفات پائی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء)

(پچاس صحابہؓ، از طالب ہاشمی صفحہ 557 تا 559 البدر پبلیکیشنز لاہور)

پھر

حضرت مُہاجِرؓ کی نجران کی طرف روانگی

کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے تشکیل کردہ گیارہ لشکروں میں سے سب سے آخر میں حضرت مُہاجِر بن ابو امیہؓ کا لشکر مدینہ سے یمن کے لیے روانہ ہوا۔یمن کے ساتھ مہاجرین و انصار صحابہ کرامؓ کا ایک دستہ بھی تھا۔ یہ لشکر مکہ مکرمہ سے گزرا تو عتّاب بن اُسَید کے بھائی خالد بن اسید امیر مکہ بھی ساتھ ہو لیے۔ جب یہ لشکر طائف سے گزرا تو عبد الرحمٰن بن ابی العاص اپنے ساتھیوں سمیت اس لشکر میں شامل ہو گئے۔ اسی طرح راستے میں مختلف قبائل کے لوگ آپ کے لشکر میں شامل ہوتے گئے۔(ماخوذ از سیدنا ابو بکر الصدیقؓ از ڈاکٹر علی محمد صلابی صفحہ 305 مترجم شمیم احمد خلیل سلفی) تو یہ کافی بڑا لشکر آگے چلتا گیا۔

عَمرو بن مَعدِی کَرِب اور قَیس بن مَکشُوح کی گرفتاری

کے بارے میں لکھا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ عَمرو بن مَعدِی کَرِب نے اپنی بہادری اور طاقت کے زعم میں اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور قَیس بن عَبدِ یَغُوث کو بھی ساتھ ملا لیا تھا۔ یہ دونوں ہر قبیلے میں جاتے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکا کر علَم بغاوت بلند کرنے پر آمادہ کرتے۔نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے نجران کے عیسائی باشندوں کے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہدِ مَوَدَّت باندھا تھا اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد میں بھی اپنے معاہدے پر بدستور قائم رہے، باقی تمام قبائل نے عَمرو بن مَعدِی کَرِب کا ساتھ دیا اور مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ خدا کی قدرت کہ اہلِ یمن کو جب حضرت مُہاجِرؓ کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ یمن کی طرف آمد کی اطلاعیں ملنی شروع ہوئیں تو اہلِ یمن شش و پنج میں مبتلا ہو گئے کہ وہ حضرت مُہاجِرؓ کے لشکر کا سامنا کرنے کی تاب نہیں لا سکیں گے! یہ لوگ ابھی اسی کیفیت میں تھے کہ ان کے سرداروں قَیس اور عَمرو بن مَعدِی کَرِب میں پھوٹ پڑ گئی اور اس کے باوجود کہ انہوں نے حضرت مُہاجِرؓ سے مقابلہ کرنے کا عہد کیا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو زک پہنچانے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور آخر عَمرو بن مَعدِی کَرِب نے مسلمانوں کے ساتھ مل جانے کا فیصلہ کیا اور ایک رات اس نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قَیس کی رہائش گاہ پر حملہ کیا اور اسے گرفتار کر کے حضرت مُہاجِرؓ کے سامنے پیش کر دیا لیکن حضرت مُہاجِرؓ نے صرف قَیس کو ہی گرفتار کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی عَمرو بن مَعدِی کَرِب کو بھی قید کر لیا اور ان دونوں کے حالات حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں لکھے اور ان دونوں کو حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔

قَیس اور عَمرو بن مَعدِی کَرِب حضرت ابو بکرؓ کے پاس لائے گئے۔حضرت ابو بکرؓ نے قَیس سے فرمایا: کیا تم اللہ کے بندوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہوئے انہیں قتل کرتے رہے ہو اور تم نے مومنین کو چھوڑ کر مشرکوں اور مرتد باغیوں کو دوست بنا لیا ہے۔ اگر اس کا کوئی واضح جرم مل جاتا تو حضرت ابو بکرؓ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ قَیس نے دَاذُوَیہ کے قتل کی سازش اور اس میں شرکت سے صاف انکار کر دیا اور یہ ایسا عمل تھا کہ جو خفیہ طور پر سرانجام دیا گیا تھا اور اس بارے میں قَیس کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہ مل سکا۔ لہٰذا حضرت ابو بکرؓ نے اسے چونکہ ثبوت کوئی نہیں تھا قتل کرنے سے اعراض کیا اور اس کو چھوڑ دیا۔ پھر دوسرے کی باری آئی اور حضرت ابو بکرؓ نے عَمرو بن مَعدِی کَرِب سے کہا کہ تمہیں رسوائی محسوس نہیں ہوتی کہ ہر روز تم شکست کھاتے ہو یا تمہارے گرد گھیرا تنگ ہو جاتا ہے۔ اگر تم اس دین کی مدد کرو تو اللہ تم کو بلند مراتب سے نوازے گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی آزاد کر دیا اور ان دونوں یعنی عمرو اور قَیس کو ان کے قبائل کے سپرد کر دیا۔عمرو نے کہا یقیناً مَیں اب امیر المومنین کی نصیحت کو ضرور قبول کروں گا اور ہرگز یہ غلطی دوبارہ نہیں کروں گا۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

(حضرت ابو بکر صدیقؓ (مترجم) از محمد حسین ہیکل، اردو ترجمہ صفحہ 253-254)

چونکہ واضح ثبوت نہیں تھے تو دونوں کو ان کی سرداری کی وجہ سے اور ان کے علم کی وجہ سے معاف کر دیا۔ ان لوگوں کی معافی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے متعلق ایک اَور سیرت نگار نے لکھا ہے کہ

ابو بکر بڑے دُور اندیش، گہری بصیرت کے مالک اور انجام کار پر نگاہ رکھتے تھے۔

جہاں سختی کی ضرورت ہوتی سختی کرتے۔

جہاں عفو و درگزر کی ضرورت ہوتی عفو و درگزر سے کام لیتے۔

آپؓ قبائل کے بکھرے ہوئے لوگوں کو اسلام کے پرچم تلے جمع کرنے کے حریص اور شوقین تھے۔ آپؓ کی حکیمانہ سیاست یہ تھی کہ مخالف زعمائے قبائل کو حق کی طرف لوٹ آنے کے بعد درگزر کر دیا جائے۔ جس وقت آپؓ نے یمن کے مرتد قبائل کو تابع کیا انہیں اسلامی سلطنت کے سطوت و غلبہ اور مسلمانوں کی عزت و فتح مندی کی قوت اور ان کی عزیمت کی پیش قدمی کا مشاہدہ کرایا تو قبائل نے اعتراف کر لیا اور اسلامی حکومت کے تابع ہو گئے اور خلیفۂ رسول کی اطاعت قبول کر لی۔ ابو بکرؓ نے یہ مناسب سمجھا کہ ان زعمائے قبائل کے ساتھ تالیف کی جائے اور سختی کی بجائے نرمی اور رفق کا برتاؤ کیا جائے۔ چنانچہ ان سے سزائیں اٹھا لیں۔ ان سے نرم گفتگو کی اور قبائل کے اندر ان کے نفوذ و اثر کو اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لیے استعمال کیا۔ آپؓ نے ان کی لغزشوں کو معاف کیا۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ قَیس بن عَبدِ یَغُوث اور عَمرو بن مَعدِی کَرِب کے ساتھ یہی برتاؤ کیا۔ یہ دونوں عرب کے بہادروں اور عقلمندوں میں سے تھے۔ ان کو ضائع کرنا ابو بکر کو اچھا نہ لگا۔ آپؓ نے اس بات کی کوشش کی کہ انہیں اسلام کے لیے خالص کر لیں اور اسلام اور ارتداد کے درمیان تردد سے ان کو نکال باہر کریں۔ ابو بکر نے عَمرو بن مَعدِی کَرِب کو رہا کر دیا۔ پھر اس دن کے بعد عمرو کبھی مرتد نہ ہوا بلکہ اسلام قبول کیا اور اچھی طرح مسلم بن کر زندگی گزاری۔ اللہ نے اس کی مدد کی اور اس نے اسلامی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا۔ قَیس بھی اپنے کیے پر نادم ہوا۔ ابو بکرؓ نے اسے بھی معاف کر دیا۔عرب کے ان دونوں سورماؤں کو معاف کر دینے سے بڑے دُور رس اثرات مرتب ہوئے۔ ابو بکرؓ نے اس طرح ان لوگوں کے دلوں کو جوڑا جو ارتداد کے بعد خوف یا لالچ میں اسلام کی طرف واپس ہوئے اور آپ نے اَشعَث بن قَیس کو معاف کر دیا۔ اس طرح صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے دلوں کو اسیر کیا اور ان کے دلوں کے مالک بن بیٹھے اور مستقبل میں یہ لوگ اسلام کی نصرت اور مسلمانوں کی قوت کا ذریعہ بنے۔ (سیدنا ابو بکر صدیقؓ، از ڈاکٹر علی محمد صلابی، اردو ترجمہ صفحہ 313-314) یعنی کوئی زبردستی نہیں تھی بلکہ دل سے انہوں نے اسلام قبول کیا اور حضرت ابو بکرؓ کی اطاعت کی۔

حضرت مُہاجِر نجران سے لَحجِیَّہ علاقے کی طرف روانہ ہوئے اور جب گھڑ سواروں نے ان لوگوں کے گروہ کو گھیر لیا تو انہوں نے امان کی درخواست کی مگر مُہاجِر نے ان کو امان دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ان میں سے ایک گروہ سے حضرت مُہاجِرؓ کا عجیب مقام پر مقابلہ ہوا۔ عجیب جو ہے یہ یمن میں ایک جگہ ہے۔حضرت مُہاجِرؓ کے دیگر گھڑ سواروں نے حضرت عبد اللہؓ کی قیادت میں اَخابِث کے رستے میں ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور بھاگنے والے دشمن ہر رستے پر قتل کیے گئے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۹۹)

یمن کے علاقے اَعلَاب میں بَنُو عَك نے جب بغاوت کی تو انہیں اَخابَث کا نام دیا گیا اور جس راستے پر ان بد باطن اور خبیث فطرت لوگوں سے جنگ ہوئی اسے بعد میں طریق الاَخَابِث کا نام دیا گیا۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۹۴-۲۹۵ دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت مُہاجِرؓ کے صنعاء پہنچنے کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت مُہاجِر عجیب سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ صنعاء پہنچ گئے تو آپؓ نے فرار ہونے والے متفرق قبائل کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔مسلمانوں نے ان میں سے جس پر قابو پایا اسے اچھی طرح قتل کیا اور کسی سرکش کو معاف نہیں کیا گیا۔ البتہ سرکشوں کے علاوہ جنہوں نے توبہ کی ان لوگوں کی توبہ قبول کی گئی۔ جو جنگ کرنے والے تھے، ظلم کرنے والے تھے ان کو تو معاف نہیں کیا لیکن باقیوں کو معاف کر دیا اور ان کے گذشتہ حالات کے مطابق ان سے سلوک کیا گیا اور ان کی طرف سے اصلاح کی امید تھی۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیة لبنان ۲۰۱۲ء)

اگلا بیان کچھ تفصیلی تھا اس لیے یہ بیان یہیں بند کرتا ہوں۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 29؍ جولائی 2022ء)

امتہ الباری ناصر۔ امریکہ

لجنہ اماء اللہ کے سو سال اور اس کے اغراض و مقاصد و ذمہ داریاں

خلفائے سلسلہ کی ہدایات کی روشنی میں

لجنہ اماء اللہ کے قیام پر سَو سال ہو گئے۔ الٰہی افضال و برکات کے لئے سالوں اور صدیوں کے پیمانے محفوظ رکھنے سے مستقبل میں مزید ترقی کے لئے یقین، جوش اور جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دل حمد وشکر میں ڈوب جاتا ہے۔ پہلی صدی میں تخم سے تناور درخت بننے تک پل پل کی تصویر چلا کر سابقون الاولون کے تجربوں، کاوشوں اور قربانیوں سے آگاہی آئندہ آبیاری کرنے والوں کے حوصلوں کو بڑھاتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی صداقت جماعت کی ہمہ جہتی ترقی میں اظہر من الشّمس ہے فرماتے ہیں:

’’میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے اغراض و مقاصد وہی ہیں جو اسلام احمدیت ایک عورت سے تقاضا کرتا ہے۔ خالقِ کائنات کا حقیقی عرفان اور اس پر زندہ ایمان پیدا کرنا۔معبود اور عبد کے درمیان فاصلے کم کرتے کرتے ایک زندہ تعلق پیدا کرنا۔قرآن پاک کو امام، نور اور ہدایت سمجھنا۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سچا عشق اور آپؐ کی کامل اتباع کرنا قرآن مجید میں مذکور نیک عورتوں کی صفات پیدا کرنے کی دعا اور کوشش کرنا۔ مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

(التحریم: 6)

مسلمان، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں۔

حضرت مسیح موعود مہدی معہودؑ کے ہاتھ پر اسلام کے احیائے نَو کے لیے جمع ہونا اور جمع کرنا۔حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا جماعت کو متحد یک جان رکھنے کی کوشش کرنا تا کہ کما حقہٗ خیر امت کہلا سکیں۔

ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو دورِ جاہلیت کے قعر مذلت سے نکال کر تعلیم و تربیت سے سنوار کر معاشرے کا قابلِ قدر وجود بنایا تھا۔ مگر اسلام کے انحطاط کے ساتھ عورت کو پھر اس کے حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں صاحبِ کوثرؐ کی بیٹیوں کی قسمت چمکی۔ ایک جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَآءِ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ان کی زندگی میں انقلاب لے آئے۔ آپؑ کی حیات بخش دعاؤں، تعلیم اور تربیت نے ایسے ایسے قابل رشک ہیرے تراشے جن کی روشنی نے نئے آسمان اور نئی زمین میں اُجالا کر دیا۔ آپؑ کی قوتِ قدسیہ نے بیداری کی لہر پیدا کی۔عورتیں جو اپنی پیدائش کی غرض سے بے خبر ہو کر صرف گھر داری میں جاہل غلاموں جیسی زندگی بسر کر رہی تھیں اپنے اللہ سے تعلق بڑھانے کے لیے دین سیکھنے کی شیدائی ہوگئیں۔ اس ضمن میں دو ایمان افروز واقعات پیش ہیں جن سے لجنہ اماء اللہ کے قیام کا پس منظر بھی واضح ہو گا۔

حضرت ام طاہر کی والدہ بیگم حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

حضور مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی مگر ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں ہم پر کچھ رحمت ہونی چاہیے کیونکہ اس غرض کے لیے آئے ہیں کہ فیض حاصل کریں حضورؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔

’’جو سچے طلبگار ہیں ان کی خدمت کے لیے ہم ہمیشہ ہی تیار ہیں۔ ہمارا یہی کام ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں‘‘

اس سے پہلے حضورؑ نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں دیا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو جمع کر کے روزانہ تقریر شروع فرمادی۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 882)

دوسرا واقعہ ایک تیرہ سال کی بچی کا ہے جس کے سر سے والد محترم کا سایہ 13/ مارچ 1914ء کو اُٹھا اور وہ 14/ مارچ 1914ء کو نو منتخب خلیفہ کو ایک خط لکھتی ہے۔

’’گزارش ہے کہ میرے والد صاحب نے مرنے سے دو دن پہلے مجھے فرمایا کہ ہم تمہیں چند نصیحتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا فرمائیں میں انشاء اللہ عمل کروں گی تو فرمایا بہت کوشش کرنا کہ قرآن آجائے اور لوگوں کو بھی پہنچے۔ میرے بعد اگر میاں صاحب خلیفہ ہوں تو ان کو میری طرف سے کہہ دینا کہ عورتوں کا درس جاری رہے اور میں امیدوار ہوں آپ قبول فرمائیں گے۔ میری بھی خواہش ہے اور کئی عورتوں اور لڑکیوں کی بھی خواہش ہے کہ میاں صاحب درس کرائیں۔ آپ برائے مہربانی درس صبح ہی شروع کرادیں میں آپ کی نہایت مشکور رہوں گی۔ امۃ الحئ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ‘‘

یہ ذہین وفطین تعلیم کی لگن رکھنے والی بچی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حرم میں آئیں۔ آپؓ عورتوں کی تعلیم و تربیت کی زبردست لگن رکھتی تھیں۔ آپؓ ہی کی تحریک پر حضورؓ نے 15/ دسمبر 1922ء کو ایک مضمون تحریر فرمایا جس کی اولین مخاطب قادیان کی مستورات تھیں لیکن درحقیقت یہ ایک بین الاقوامی تنظیم کی بنیادی دستاویز تھی۔ اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں جو تحریکیں ہوئی تھیں سب مردوں کے لیے تھیں۔ یہ عورتوں کے لیے پہلی علمی دینی تمدنی تحریک تھی۔ اس مضمون کے حرف حرف سے خدمت اسلام کا توانا عزم و حوصلہ جھلکتا ہے۔ آپؓ نے طبقۂ اناث کو ایک لائحہ عمل دیا:

’’اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ عورتوں میں اب تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں‘‘

اس مقصد کے حصول کے لیے سترہ ضروری امور اس اولوالعزم ہستی نے تجویز فرمائے ان میں علم حاصل کرنا اور دوسروں تک علم پہنچانا۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات جاننا اور ان پر عمل کرنا۔ جماعت میں اتفاق اور وحدت کی روح قائم رکھنے کی کوشش کرتے رہنا۔ اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی ہمہ وقت سعی کرنا۔ بچوں میں خدا اور رسولِ خدا، حضرت مسیحِ موعودؑ اور خلفائے کرام کی محبت پیدا کرنا۔ خلافت کی اطاعت کا درس دینا اور سب سے اہم یہ دعا کرنا کہ ہمیں وہ مقاصد الہام ہوں جو ہماری پیدائش میں خالقِ حقیقی نے مدنظر رکھے ہیں۔ آخر میں آپ نے لکھا تھا کہ جو اس تحریک کے مندرجات سے متفق ہیں وہ دستخط کر دیں۔ اس پر چودہ خواتین نے دستخط کیے پہلا نام یہ تھا ’’حضرت ام المؤمنین ام محمود نصرت جہاں بیگم‘‘، یہ دستخط کنندگان حضورؓ کے ارشاد پر 25/ دسمبر 1922ء کو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ نے بھی خطاب فرمایا اس میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔ تنظیم کا نام لجنہ اماءِ اللہ، اللہ کی لونڈیوں کی انجمن تجویز فرمایا۔ آپؓ نے لجنہ کے سپرد جلسہ مستورات کا انتظام کر کے کئی مشورے دیے اور نصیحتیں کیں۔

حضرت اماں جانؓ لجنہ کی پہلی پریزیڈنٹ منتخب ہوئیں۔منتخب ہونے کے بعد آپؓ نے حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر کرسیٔ صدارت پر بٹھا دیا۔

(الفضل 8/ فروری 1923ء)

(تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ اول صفحہ 66-72)

لجنہ کو یہ سعادت حاصل رہی کہ حضرت سیدہ محمودہ بیگم ام ناصر صاحبہؓ 1922ء سے 1958ء تک چھتیس سال لجنہ کی صدر رہیں (ان میں دو سال بیماری کی رخصت رہی)۔

پہلی سیکرٹری حضرت سیدہ امۃ الحئیؓ منتخب ہوئیں جو شاندار مثالی خدمات ادا کرتے ہوئے 1924ء میں وفات پا گئیں۔حضرت صاحبؓ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا فرمایا ’’میرے نزدیک کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی جب تک اس کی عورتوں میں تعلیم نہ ہو...میں نے ان سے جو شادی کی اس وقت میری نیت یہ تھی کہ ان کے ذریعہ بآسانی عورتوں کو تعلیم دے سکوں گا۔

(الفضل 3 جنوری 1925ء)

مرحومہ فوت ہوگئیں میرے دل کا ایک کونہ خالی ہوگیا میری وہ سکیم جو مستورات کے متعلق تھی یوں معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے لیے تہ کر کے رکھ دی گئی ہے ...امۃ الحئ مرحومہ کی وفات کے بعد مجھے سلسلہ کی مستورات کی تعلیم کی فکر پیدا ہوئی۔

(الفضل 18/ اپریل 1925ء)

ان کے بعد حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ چھوٹی آپا سیکرٹری منتخب ہوئیں جن کو سترہ سال اس عہدے پر خدمت کا موقع ملا۔حضرت سیدہ ام ناصرؓ کی رحلت کے بعد 1958ء میں آپ کو صدر منتخب کیا گیا۔آپ نے تا حیات 1999ء تک غیر معمولی خوبیوں اور قابلیت کے ساتھ صدر لجنہ کے فرائض ادا کیے۔

لجنہ کے قیام کے ساتھ ہی مجوزہ قواعد وضوابط کے مطابق سرگرمی سے کام شروع ہوگیا۔حضورؓ نے لجنہ کے امیر کے انتخاب میں درجِ ذیل امور کا خیال رکھنے کا ارشاد فرمایا:

’’طبیعت غصے والی نہ ہو لیکن افراد پر حکومت کر سکے۔ کام کرنے والی ہو صرف رعب ہی رعب نہ ہو۔ اپنے منشا کو منوا سکے اور خود بھی ماننے والی ہو۔ کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے حکومت پائی جائے رُعب نرمی، حلم، علم اور محبت سے ہوا کرتا ہے۔سخت الفاظ بالکل استعمال نہ ہوں۔‘‘

(استفادہ از تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 71-72)

لجنہ میں تعلیمی انقلاب

قادیان میں تعلیم کے لیے اولیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

کے بتائے ہوئے طریقِ تعلیم کو دی گئی۔ آپؓ نے فرمایا تھا:

’’علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عطا کرتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے (اور اس سے… ناقل) خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (الفاطر:29) اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی کا ذریعہ نہیں‘‘

(الحکم جلد 7 نمبر 21 مورخہ 10/ جون 1903ء)

لجنہ کی پہلی رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 1924ء کے مطابق قادیان میں چار درس گاہیں کھولی گئیں دو حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کے اندر جہاں حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہؓ اور حضرت سیدہ امۃ الحئی صاحبہؓ پڑھاتی تھیں۔ تیسری درس گاہ محترمہ صالحہ بیگم صاحبہؓ اہلیہ سید میر محمد اسحق صاحبؓ اور چوتھی درسگاہ میں محترمہ مریم صاحبہ اہلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ پڑھاتی تھیں۔

ان مدرسوں میں کیا پڑھایا جاتا تھا اس کی ایک جھلک اسی رپورٹ سے ملتی ہے۔

’’عربی کی پہلی کتاب ختم ہوگئی ہے اور دوسری ہونے والی ہے۔ قرآن مجید اسباق القرآن کے طریق پر پڑھایا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے درسوں کے نوٹ بھی پڑھائے جاتے ہیں اور یاد کروائے جاتے ہیں۔ کتاب الصرف بھی پڑھائی جاتی ہے فقہ احمدیہ کے مسائل یاد کراتی ہوں۔ کشتی نوح اور اربعین ختم ہوگئی ہے۔ نزول المسیح اور عمدۃ الاحکام ختم ہونے والی ہے۔ قرآن مجید کا تیسرا پارہ شروع ہے۔

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 129)

پھر ان درسگاہوں میں پڑھنے والی آگے پڑھانا شروع کر دیتیں۔ اس طرح قادیان میں ایک تعلیمی انقلاب آ گیا۔ گھر گھر میں قرآن پاک تو پہلے بھی پڑھایا جارہا تھا اب باقاعدہ تعلیمی کوائف جمع کیے گئے۔ بڑی عمر کی عورتوں کو بھی اردو پڑھنا اور دستخط کرنا سکھایا گیا۔ اس طرح تعلیم بالغاں کے لیے ایک ایک ممبر کے ذمے ایک خاتون کو پڑھانے کا کام سونپ دیا گیا۔ پھر خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 17/ مارچ 1925ء کو دارِ مسیح میں باقاعدہ سکول کا افتتاح فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا:

’’یہ مدرسہ میرا ایک علمی درخت ہے۔ مجھے مدرسہ خواتین سے خاص طور پر محبت ہے اور میں اس مدرسہ کے لیے تڑپ رکھتا ہوں کہ جس غرض کے لیے جاری کیا گیا ہے وہ پوری ہو یعنی استانیاں تیار ہوں جو اعلیٰ نسلوں کی تربیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کرسکیں۔‘‘

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 191)

پہلے یہ سکول پرائمری تھا۔ پھر مڈل تک بڑھایا دیا گیا۔ 1931ء میں پہلی دفعہ لڑکیاں انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوئیں۔ 1936ء میں اس سکول میں عام مروجہ تعلیم رکھ کر اس کے بعد دو طرح کے نصاب رائج کیے گئے۔ ایک میں مروجہ تعلیم دوسرے میں دینیات اور سلسلہ کا لٹریچر پڑھایا جاتا۔

(استفادہ از سلسلہ احمدیہ صفحہ 380)

خواتین میں علم کی لگن پیدا کرنا

حضورؓ نے فروری، مارچ 1923ء میں لجنہ میں تین لیکچرز دیے جن میں علم کی 82 اقسام گنوائیں۔ یہ محیر العقول تفصیل اس غرض کے لیے تھی کہ خواتین اپنے ذوق کے مطابق مضمون کا انتخاب کر لیں۔

حضورؓ طالبات کا بہت خیال رکھتے اور خاص شفقت سے پیش آتے۔ ان کی تعلیمی کاوشوں کو سراہتے۔ آپؓ بنفس نفیس ان کو پڑھاتے اور سلسلے کے جید علمائے کرام کو معلم مقرر فرماتے تھے جو ان طالبات کو پڑھا کر مستقبل کی معلمات تیار کر رہے تھے۔ آپؓ کے ذہن میں عورتوں کو تعلیم دینے کے بہت سے منصوبے تھے۔ جن میں حضرت سیدہ امۃ الحئی ان کی خاص مدد کر رہی تھیں کہ 1924ء میں جواں عمری میں ان کی وفات ہوگئی جس کا آپؓ کو بہت صدمہ ہوا۔

خواتین کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے ایک رسالہ مصباح 15/ دسمبر 1926ء کو جاری کیا گیا۔ 16/ ستمبر 1927ء کو امۃ الحئی لائبریری قائم کی گئی۔ حضرت سیدہ ام طاہرؓ اس کی انچارج تھیں۔ خواتین کو باہنر بنانے کے لیے، دستکاری کی طرف توجہ دلائی گئی تا کہ وقت ضائع نہ ہو اور آمد کا ذریعہ بھی بنے۔ پھر اس کے لیے نمائشیں لگانے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ جلسہ سالانہ میں خواتین کے جلسے الگ کیے جانے لگے جن کا تمام تر انتظام عورتیں خود سنبھالتیں۔ اسی طرح خدا کی راہ میں مالی قربانی کے لیے مسجد برلن کے لیے چندہ جمع کرنے کا کام لجنہ کے سپرد کیا گیا۔

مختلف وجوہ سے مسجد برلن نہ بن سکی اس جمع شدہ رقم میں مزید شامل کر کے مسجد فضل لندن بن گئی جو لجنہ کی مالی قربانیوں کی مستقل گواہ بن گئی۔ لجنہ نے ہر آواز پر سرفروشی سے اپنا تن من دھن قربان کیا۔ وہ شدھی کی تحریک ہو، الیکشن کا کام ہو یا کشمیر کے لیے چندہ، خواتین جان کی بازی لگانے کے لیے تیار رہتیں۔

ماہِ اپریل 1944ء کو حضرت مصلح موعودؓ کو الہام ہوا:۔

’’اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی‘‘

(الفضل 29/ اپریل 1944ء صفحہ 3)

قادیان سے دوسرے شہروں میں اور پھر دوسرے ملکوں میں لجنہ کی تنظیم قائم ہوتی رہی تقسیم برصغیر کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے ایک پورا باغ ایک جگہ سے دوسری جگہ لگادیا۔ ربوہ کو حضرت چھوٹی آپا کی صدارت میں لجنہ مرکزیہ کی حیثیت حاصل رہی۔

لجنہ اماء اللہ کا عہد

14/ فروری 1955ء کو لجنہ اماء اللہ کا عہد نامہ منظور ہوا:۔

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان و مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔

1956ء میں اس میں ایک جملے کا اضافہ کیا گیا ’’اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی‘‘

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم صفحہ 401)

لجنہ حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جو تینتالیس سال تک اپنے بانی کی نگہداری میں پھلا پھولا آپؓ اس کی روز افزوں افزائش دیکھ کر بہت خوش ہوتے مزید بار آوری کے لیے رہنمائی فرماتے کوئی بھی تفصیل لجنہ کی سو سال کی کارکردگی کا نقشہ نہیں کھینچ سکتی۔

غیر ممکن ہے کہ کسی بھی حسابی قاعدے سے لجنہ کی کارکردگی کا کوئی جائزہ سمیٹ کر ایک مضمون میں پیش کیا جاسکے۔ کوئی بھی میدان لے لیں لجنہ کی مساعی قابل رشک ہیں تعلق باللہ اور عشق رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ میں ایسی ایسی دل گداز مثالیں ملتی ہیں کہ اگر قبول کرنے والے دل ہوں تو یہی حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کا بڑا ثبوت ہے کہ یہاں عورتیں بھی صاحب رؤیا و کشوف و الہام ہیں۔ قرآن پاک سے محبت کا عنوان ہو تو کسی کٹیا میں بیٹھی محلے کے احمدی غیر احمدی بچوں کو قرآن مجید پڑھانے والی احمدی خاتون سے لے کر قرآن پاک کے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے والی کوئی قانتہ تفسیر کرنے والی کوئی کفیلہ خانم سب اس جماعت میں مل جائیں گی۔ تعلیم القرآن کلاسز تو جماعت کی روایت بن گئی ہیں توکل علی اللہ کی مثال میں ان ہاجرہ صفت خواتین کو دیکھیے جو اپنے والد، بھائی، شوہر یا بیٹے کو تبلیغ کے لیے اَن دیکھے ملکوں میں بھیجتے ہوئے حوالہ بخدا کرتی ہیں اور صبر کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اپنے اللہ کو راضی کرتی ہیں۔ تعلیم و تربیت کے میدان میں احمدی خواتین ایک ممتاز مقام پر نظر آتی ہیں مگر ایک خاتون جس کی تعلیم اور تربیت سے جماعت کو سب سے زیادہ فیض پہنچا ہے جو لجنہ کی سب سے بڑی محسنہ ہیں وہ نذرِ الٰہی حضرت مریم صدیقہ چھوٹی آپاؒ ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خواہش کہ ان کی بیگمات معلمات بنیں سب سے زیادہ حضرت چھوٹی آپا کے وجود میں پوری ہوئی۔ خود علم حاصل کیا اور دوسروں تک پہنچایا۔ آپ کی تنظیمی قابلیت، فن تحریر اور فن تقریر سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن کے تفسیری نوٹس آپ سے لکھوائے جو بہت بڑی سعادت ہے۔ دنیا بھر میں حضرت سیدہ نصرت جہاںؓ کی بیٹیاں ’نصرت‘ نام سے منسوب اداروں نصرت گرلز سکول، جامعہ نصرت، نصرت گرلز کالج سے دینی و دنیوی تعلیم میں نمایاں مقام حاصل کر رہی ہیں۔ احمدی خواتین کے تعلیم میں نمایاں مقام کی شاہد جلسہ ہائے سالانہ پر خلیفۂ وقت سے انعام وصول کرنے والی لمبی قطاریں ہیں۔ دنیا کے کئی ملکوں میں تعلیمی اداروں کا قیام اور تعلیمی وظائف بڑا کام کر رہے ہیں۔ یہ احمدی مائیں ہیں جنہوں نے حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خانؓ اور ڈاکٹر عبد السلام جیسے ہیرے پیدا کیے۔

جرأت، دلیری اور بہادری میں احمدی عورت کا نمایاں مقام اس کے قادر و مقتدر خدا سے سچے تعلق کی وجہ سے ہے پھر حضرت رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے زمانے کے واقعات سے وابستگی اور اس زمانے کی صحابیات کی بہادری کے قصے جو ہمارے خلفائے کرام اپنی تقریروں میں سناتے ہیں ایک کردار بنادیتے ہیں جس میں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رہتا۔ ہماری جماعت کو مخالفت کا سامنا رہتا ہے۔ عورتوں نے ہر قسم کے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ زخمی ہوئیں۔ شہید ہوگئیں لیکن مداہنت نہیں دکھائی۔ لاہور کے دردناک سانحہ کے بعد ایک احمدی ماں کے بہادری کے جذبات کو انصر رضا صاحب نے اس طرح پیش کیا ہے

نماز جمعہ کو پچھلے جمعے جہاں گئے تھے تمہارے بابا
اسی جگہ پہ نماز پڑھنا جہاں کھڑے تھے تمہارے بابا
نشان منزل نہیں ہے بیٹا نشان راہ ہیں یہ سرخ چھینٹے
وہاں سے آغاز تم کروگے جہاں رکے تھے تمہارے بابا

ہمارے مردوں کی قربانیوں میں بھی عورتوں کا حصہ ہے اگر عورتیں ہمت نہ دلائیں تو اکیلے مرد قربانیاں نہیں کر سکتے۔

لجنہ نے دعوت الی اللہ میں بھی اپنا کردار خوب ادا کیا ہے ہیں۔ اپنی پڑوسنوں اور ملنے جلنے والیوں سے تعارف کرانا۔ لٹریچر دینا۔ پمفلٹ تقسیم کرنا۔ آڈیو وڈیو کیسٹس دینا۔ امن سیمینارز کرانا۔ لائبریریوں میں کتب اور بروشر رکھوانا۔ سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے جلسے کرانا۔ بک سٹال اور نمائشیں

لگانا معمولات میں شامل ہیں۔ دعوت الی اللہ کی ایک مثال انڈونیشیا کی لجنہ نے قائم کی۔ تین کلومیٹر سڑک کو قارعمل سے بنائی جس سے جماعت کا تعارف ہوا اور 500 سے زائد لوگوں نے احمدیت قبول کر لی۔

لجنہ کے شوق تبلیغ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت اُبھارا۔ آپ کا ایک خواب تھا جس میں آپ کو لجنہ کا تیر کہا گیا تھا۔ لجنہ ربوہ کے سالانہ اجتماع 1982ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’میں لجنہ کے ان تیروں میں سے ہوں جو خاص اہم وقت کے لیے بچا کے رکھے جاتے ہیں اور اپنے وقت پر انہوں نے استعمال ہونا ہے لیکن بعض اوقات ایسی ہنگامی ضروریات پیش آجاتی ہیں کہ ان کے بعد کے بچائے ہوئے تیروں کو وقت سے پہلے بھی استعمال کرنا پڑتا ہے آج ایک ایسا ہی وقت ہے...بنیادی طور پر میں سمجھتا ہوں، سب سے اہم مطلب جو اس کا ہے وہ یہی ہے کہ لجنہ کو یعنی احمدی مستورات کو جہاد میں حصہ لینا پڑے گا...ہر احمدی خاتون کو خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی تبلیغ میں جھونک دیں‘‘

انفاق فی سبیل اللہ بھی احمدی عورتوں کا بے مثال ہے۔ مال و دولت کے لیے حریص دنیا میں رہتے ہوئے مال دینے کے لیے بے قرار رہنا صرف احمدی جانتے ہیں۔

لجنہ کو جب بھی کوئی تحریک کی گئی اپنی جمع پونجی، زیور، پسندیدہ اشیاء اللہ کی راہ میں دے کر آخرت کمالی۔ کیا الفضل کبھی بھول سکتا ہے کہ ایک غریب شہزادہ اپنی بیوی اور بیٹی کے سونے کے کڑے لے کر قادیان سے لاہور جاتا ہے اور انہیں بیچ کر اخبار کے لیے ابتدائی سرمایہ حاصل کرتا ہے اور پھر وہ اللہ پاک کا شکر کرتے ہوئے اس قربانی کو خراج تحسین پیش کرتا ہے:

’’کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔‘‘

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول صفحہ 16)

مالی قربانیوں میں لجنہ کی سرگرمی کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ نے اس طرح سراہا:

’’حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ کے زمانے میں حضور کی ہدایت اور نگرانی کے تحت احمدی مستورات نے ہر جہت میں ترقی کی ہے اور بعض کاموں میں تو وہ جوش و خروش دکھاتی ہیں کہ مردوں کو شرم آنے لگتی ہے اور مالی قربانیوں میں ان کا قدم پیش پیش ہے‘‘

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 190)

مساجد اور دیگر تحریکوں اور جماعتی ضرورتوں میں مشرقی برلن میں بننے والی خدیجہ مسجد کے ماتھے پر جلی حروف میں لکھا جائے گا ’’احمدی خواتین کی طرف سے نومسلم بھائیوں کے لیے یہ مسجد بنائی گئی‘‘

لجنہ کا وقف اولاد کا جذبہ بھی بے نظیر ہے۔ وقف نو کی تحریک پر لبیک کہنے والی مائیں احمدیت کا مستقبل سنوار رہی ہیں۔ پھر ایم ٹی اے ہے جہاں شب و روز محنت رضا کارانہ خدمت بے مثال ہے اب کئی جگہ ایم ٹی اے سٹوڈیوز بن گئے ہیں جہاں لجنہ کی سینکڑوں ممبرات بڑی قربانی سے خدمات بجا لا رہی ہیں۔

سلطان القلم کی مجاہدات نے دینی کتب لکھنے اور شعر و ادب میں بھی مقام حاصل کیا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی پُر معارف شاعری وجد طاری کر دیتی ہے اسی طرح صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کا کلام پاکیزہ مضامین اور خوب صورت انداز بیان کا نمونہ ہے۔ تصنیف و اشاعت میں لجنہ راولپنڈی، لاہور اور کراچی نے بہت کام کیا ہے لجنات کئی رسائل اور نیوز لیٹر کامیابی سے نکال رہی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کو قدم قدم پر خلفائے کرام کی رہنمائی، حوصلہ افزائی اور دعائیں ملتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جامعہ نصرت کے سائنس بلاک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

’’اے میری عزیز بچیو! بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے آپ پر۔ آپ نے پوری کوشش سے دنیوی علوم حاصل کرنے ہیں اور کسی سے بھی علم میں پیچھے نہیں رہنا۔ مگر آپ کی ہر کوشش کی جہت ایسی ہونی چاہیے جو آپ کو خدا کے قریب کر دے نہ کہ اس سے دور لے جانے کا موجب ہو۔ آپ کا زاویہ نگاہ درست ہونا چاہیے۔ اگر آپ کی نگاہ کے شیشے میں کوئی نقص نہ ہو گا تو آپ خدا تعالیٰ کی ہر خلق اور ہر چیز میں اس کے حسن و احسان کے جلوے دیکھ سکتی ہیں۔ کیونکہ کُلَّ یَوۡمٍ ہُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ہر دن جو چڑھتا ہے اس میں ہم اپنے خدا کے نئے سے نئے جلوے دیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے صرف خود ہی حقیقی علم و عرفان حاصل نہیں کرنا بلکہ دنیا کے بچوں کو بھی علم سکھانا ہے۔ پس بڑی ذمہ داری ہے جو آپ پر عائد ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ آپ اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرنے کی توفیق پائیں۔ پس اپنے زاویہ نگاہ کو درست رکھتے ہوئے علم سیکھو اور بڑھ چڑھ کر سیکھو اور پھر اسے دنیا میں پھیلاؤ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وارث بنتے چلے جاؤ‘‘

(تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 43)

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ لندن ہجرت فرما گئے۔ پھر لجنہ کا بین الاقوامی مرکز لندن ہو گیا۔ حضورؒ کے لندن میں قیام کی وجہ سے لجنہ کا ایک نیا دور شروع ہوا جس میں لجنہ نے جاں فروشی اور تندہی سے خدمت دین کر کے خلیفۃ المسیح الرابع سے خراج تحسین حاصل کیا: ساری نیکیوں کی بنا یہاں کی احمدی خواتین نے ڈالی۔ اگر یہ میرا سہارا نہ بنتیں تو میں نہیں جانتا کہ کس طرح میں سارے کاموں سے نبٹ سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لجنہ کی مساعی کو سراہتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لیے احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین تو لا کر دکھاؤ۔ کتنی عظمت کی زندگی ہے۔ کتنے اعلیٰ مقاصد کے لیے وقف ہیں اور ان کی لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں۔ تمہیں جو لذت سنگھار پٹار میں ملتی ہے۔ دکھاوے نمائش اور ناچ گانوں میں ملتی ہے اس سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ درجے کی لذتیں احمدی خواتین کی زندگی کو منور رکھتی ہیں اور ان کے دلوں میں ایسی باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی جہاں تم سب نے مر کر پہنچنا ہے......احمدی خواتین دنیا میں مثبت اقدام کے طور پر کیا کچھ کر رہی ہیں قوموں کی زندگی میں کتنا بھرپور حصہ لے رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے دنیا بھر کی تمام خواتین سے مقابلہ کر کے دیکھ لیں کہ کسی قوم میں خواتین کی اتنی بھاری تعداد اتنے مثبت اور مفید کاموں میں مصروف دکھائی نہیں دیں گی جیسے کہ احمدی خواتین دکھائی دیتی ہیں اپنے خلفائے کرام کے زیر سایہ صبر و رضائے الٰہی، توکل، زہد اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال نہ صرف مردوں کے شانہ بشانہ چلتی جا رہی ہیں بلکہ اولادوں کی اعلیٰ تربیت کر کے نئی نسلوں کے ذریعے جماعت کو ایک نئی اور عظیم قوت فراہم کرتی چلی جا رہی ہیں۔ آج میں احمدی عورت کو اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی۔

آج احمدی خواتین بیدار ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی ہیں احمدی خواتین نے ہر میدان میں میرا ساتھ دیا ہے۔ بگڑے ہوئے معاشرے کا بہترین جواب احمدی خواتین ہیں۔‘‘

(الفضل 30 جولائی 1999ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسے کے دوسرے دن لجنات سے خطابات لجنہ میں نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ جماعتی دوروں میں لجنات کی عاملہ کے ساتھ میٹنگ کرتے ہیں۔ بدلتے وقت کے ساتھ جو مسائل سامنے آتے ہیں ان کا حل بتاتے ہیں۔ یوں تو خطوط کے ذریعے آپ جماعت کے انفرادی اجتماعی سب مسائل سے واقف ہوتے ہیں تاہم مجالس عاملہ سے میٹنگز بہت مؤثر رہتی ہیں بہترین نباض ہیں اور بہترین معالج۔ فرماتے ہیں:

’’آج کل سوشل میڈیا پر بہت سی بُرائیاں جنم لے رہی ہیں۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ماں باپ کے سامنے خاموشی سے چیٹنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ پیغامات کا اور تصاویر کا تبادلہ ہو رہا ہوتا ہے۔ نئے نئے پروگراموں میں اکاؤنٹ بنا لیے جاتے ہیں اور سارا سارا دن فون، آئی پیڈ اور کمپیوٹر وغیرہ پر بیٹھ کر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ اس سے اخلاق بگڑتے ہیں، مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہونے لگتا ہے اور بچے دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ ان ساری باتوں پر نظر رکھنے اور انہیں محدود کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے آپ کو ان کے لیے متبادل مصروفیات بھی سوچنا ہوں گی۔ انہیں گھریلو کاموں میں مصروف کریں۔ جماعتی خدمات میں شامل کریں اور ایسی مصروفیات بنائیں جو ان کے لیے اور معاشرہ کے لیے مثبت اور مفید ہوں۔ یہ بڑی اہم ذمہ داری ہے جسے احمدی مستورات نے بجا لانا ہے۔‘‘

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 10 جولائی 2016ء)

انٹرنیٹ پر اگر تبلیغی رابطے کرنے ہوں تو عورتوں کا تبلیغی رابطہ صرف عورتوں سے ہونا چاہیے۔ فرمایا:

’’اگر کہیں مردوں سے رابطہ ہو جائے تو انہیں پھر مردوں کے پتے دے دیں۔ اپنے فورم میں صرف عورتوں کو لے کر آئیں۔ اور اگر کسی جگہ عورتیں پوری طرح جواب نہ دے سکتی ہوں اور کوئی مکس گیدرنگ (mix gathering) ہو تو اپنے ساتھ لائی ہوئی مہمان خاتون کو لے کر ایک سائیڈ میں بیٹھیں اور پردے کا خیال رکھیں لیکن جب کھانے پینے کا وقت آئے تو اس وقت مکس گیدرنگ میں نہیں بیٹھنا بلکہ علیحدہ انکلوژر (enclosure) میں چلی جائیں اور جو عورتیں اکٹھی مجالس میں ملیں ان کے پتے حاصل کر کے ان کو صرف عورتوں کی مجالس میں بلائیں۔‘‘

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی 9 جون 2006ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 7 جولائی 2006ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہمیں فرشتوں کی سی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

آج حوا کی بریت کے ہوئے ہیں ساماں
بیٹیاں جنت گم گشتہ کو لے آئی ہیں

مظفرہ ثروت۔ جرمنی

خواتین مبارکہ جن کے تعاون سے لجنہ تنظیم پھلی پھولی

خدائے عزوجل نے مؤمن مردوں اور مومن عورتوں کی جو شاندار صفات بیان کی ہیں تمام خواتین مبارکہ ان کا جیتا جاگتا نمونہ اور غیر معمولی شخصیت اور سیرت و کردار کے لحاظ سے امتیازی شان کی مالک تھیں۔ ان کے اخلاق فاضلہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، تقویٰ، انفاق فی سبیل اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ نمایاں تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

’’یعنی تو کہہ دے میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔‘‘

(الانعام: 163)

ان مبارک ہستیوں کی زندگی کے ہر پہلو میں محبت الٰہی غالب نظر آتی ہے۔ ان کے اسلامی کردار سرکار دوعالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسوہ کا عمدہ نمونہ تھے۔

اللہ تعالیٰ جو کل کائنات میں اپنے حسن و جمال میں لاثانی ہے جب کسی محبوب بندے کی تخلیق کرتا ہے تو اس میں وہ اپنے حسن کے لازوال رنگ بھر دیتا ہے۔ حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا جو بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ تھیں ان کے اخلاق فاضلہ بھی انہی حسین رنگوں سے مزین تھے۔

آپؓ کی پاکیزہ نیک فطرت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اور تربیت نے بہت پیارا بنا دیا تھا۔ آپؓ نہایت خوش مزاج، سلیقہ شعار، مخلوق خدا کی سچی خیرخواہ، عمدہ خدمت گزار اور ہر ایک سے محبت کرنے والی تھیں۔

آپؓ نہایت درجہ کی صابر و شاکر تھیں کسی مشکل میں نہ گھبراتیں۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل تھا۔ مشکل وقت میں دعا میں لگ جاتی تھیں۔ آپؓ کا دل محبت کا ایک سمندر تھا۔ آپؓ شریعت کی پوری پابندی کرتیں۔ آخری وقت تک مکمل پردہ کرتی رہیں۔ آپؓ کی نیکی اور دینداری کا مقدم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغف تھا۔ تہجد اس ذوق و شوق سے ادا کرتی تھیں کہ دیکھنے والوں کے دل میں بھی ایک خاص کیفیت پیدا ہونے لگتی۔

آپؓ کو قرآن مجید سے بہت محبت تھی۔ کثرت سے تلاوت کرتیں بڑھاپے میں جب نظر کمزور ہوگئی تو آپؓ کسی نہ کسی کو بٹھا کر قرآن مجید کی تلاوت سنا کرتی تھیں۔ آپؓ نے اپنی وفات سے قبل بھی قرآن مجید سننے کی خواہش کی تھی۔

حضرت اماں جانؓ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ جس طرح قرآن کریم سنتیں اسی طرح احادیث کی کتب روزانہ سنتیں۔ وفات کے قریب بیماری میں یہ شوق اس قدر بڑھ گیا تھا کہ سنانے والا تھک جاتا لیکن آپؓ کی پیاس نہیں بجھتی۔

آپؓ کے عظیم الشان صبر کا ایک اور واقعہ جس کو پڑھ کے ہمارے ایمان میں بہت اضافہ ہوتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی بیماری کے ایام میں کوئی دقیقہ ان کے علاج معالجہ میں فروگذاشت نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن جب تقدیر الٰہی سے وہ بھی فوت ہو گئے تو حضرت ام المومنین نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہنے کے بعد فرمایا میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں۔ جب خدا تعالیٰ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اس عظیم الشان صبر کو دیکھا تو اس نے اپنے پیارے مسیح علیہ السلام پر الہام نازل فرمایا ’’خدا خوش ہوگیا۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ الہام حضرت ام المومنینؓ کو سنایا تو آپؓ نے فرمایا ’’مجھے اس الہام سے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پرواہ نہ کرتی۔‘‘

(سیرت حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 268)

آپؓ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت احسن رنگ میں فرماتیں۔ ہفتے میں ایک دفعہ نابیناؤں، یتیم بچوں کو گھر کھانے پر بلاتیں۔

آپؓ کی ایک بیش قیمت مالی قربانی یہ بھی ہے کہ جون 1914ء میں الفضل کے اجراء میں آپؓ نے اپنی زمین فروخت کر کے اس کی رقم جو تقریباً ایک ہزار روپے بنتی تھی، عنایت فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے بتایا تھا ’’تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ میں سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہوگی۔‘‘

ذیل میں اب آپ کے سامنے مزید خواتین مبارکہ کا اعلیٰ اسلامی کردار پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ

حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے تھیں۔ آپؓ بہت دعا گو اور عبادت گزار تھیں بڑے اہتمام سے بڑے خشوع و خضوع سے لمبی لمبی نمازیں پڑھتیں۔ آپؓ کو مقامِ خلافت کا بیحد احترام تھا اور نظام خلافت سے وابستگی اور اطاعت گذاری ہمیشہ آپؓ کا چلن رہا۔ آپ نے اپنی زندگی میں تین خلفاء کا دور دیکھا اور تینوں ہی سے آپؓ کو بیحد محبت اور اس قدر عقیدت تھی کہ جس کی مثال نہیں۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آپؓ کے بھائی بھی تھے، آپؓ سے جدا ہوئے تو غم سے نڈھال ہوگئیں۔ لیکن اس وقت بھی کمال صبر اور حوصلے کا نمونہ پیش کیا، سب بچے، عزیز، حضرت مصلح موعودؓ کے گرد جمع تھے، آپؓ کی وفات پر سب ہی تڑپ اٹھے، رونے لگے، ان آہوں اور سسکیوں میں ایک شاندار آواز بلند ہوئی کڑا کے دار ’’سنو! خاموش ہو جاؤ! میری بات سنو، مجھے وہ وقت یاد ہے، یہ وہ ہیں، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازے پر کھڑے ہوکر یہ عہد کیا تھا کہ:

’’اگر سب میرا ساتھ چھوڑ دیں، میں اکیلا رہ جاؤں تو بھی میں عہد کرتا ہوں کہ اس مشن کو میں پورا کروں گا، جس کے لئے آپؑ بھیجے گئے تھے۔‘‘

دیکھو! میری آنکھوں نے دیکھا انہوں نے ہر لحاظ سے اس عہد کو پورا کیا، آخر دم تک اس عہد پر قائم رہے، دین کی خدمت میں ہی جان دی، اب رونے کا وقت نہیں، دعائیں کرو اور خدا کے سامنے عہد کرو کہ تم بھی ان کے نقش قدم پر چلو گے، اب تم پر یہ ذمہ داری ہے۔‘‘

(حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ صفحہ 103 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

آپؓ نے حضرت اماں جان کے طریق پر بہت سی یتیم لڑکیوں کی اور جو سفید پوش گھرانے، اپنی بچیاں آپ کے پاس تربیت کے لئے چھوڑ جاتے، ان سب کی بہترین تربیت کی، پکانا، ریندھنا سب سکھایا۔ پھر اچھے گھروں میں ان کی شادیاں کیں، سب اپنے اپنے گھروں میں بہت سکھی رہیں۔

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگمؓ

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگمؓ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے آخری وجود تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کی وارث اور حضرت اماں جانؓ کی تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے اپنی عائلی زندگی خوب بسر کی۔ اپنے خاوند سے محبت و وفا کا تعلق نبھایا اور عسرو یسر میں پورا ساتھ دیا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب دل کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو حضرت سیدہ صاحبہ نے اپنے خاوند کی خدمت کا صحیح معنوں میں پورا حق ادا کیا اور دن رات اپنے خاوند اور بچوں کی دیکھ بھال میں لگی رہتیں۔ اس خدمت میں اپنی صحت کی بھی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب اپنی صاحبزادی کو شادی کے موقع پر نصائح پر مشتمل خط میں اپنی اہلیہ کی وفاداری کی شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’تمہاری امی اس معاملہ میں بہترین نمونہ ہیں تم نے خود دیکھا ہے کہ کس قدر تنگی انہوں نے میرے ساتھ اٹھائی لیکن اس وقت کو نہایت وفا اور محبت کے ساتھ گزار دیا ایک طرف تو تسلیم و رضا تھی اور دوسری طرف مجھے کام کرنے اور باہر نکل جانے کی ترغیب دیتی تھیں۔ آخر اس صابر و شاکر ہستی کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم اور فضل کے دروازے میرے پر کھول دیئے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی امی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ گھر میں مختلف قسم کی تکالیف بھی آئیں لیکن اس خدا کی بندی نے اپنے میکے میں ان تکالیف کا کبھی بھی ذکر نہ کیا۔ خود اپنے نفس پر سب کچھ برداشت کیا، لیکن دوسروں کو اپنی تکلیف میں شامل کرنا گوارا نہ کیا۔ وقت تھا گزر گیا، میری بچی! مجھے بڑی خوشی ہوگی تم بھی اپنی امی کی طرز ہی اختیار کرو وہ تمہارے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔‘‘

حضرت غلام فاطمہؓ

دختر بزرگ صحابی مولوی فیض الدین

اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کاموٹی

حضرت غلام فاطمہ بیگم صاحبہؓ کثرت سے ذکر الٰہی کرتیں، آپ دھیمی آواز میں وقار سے بات کرتیں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتیں۔

ایک دفعہ غلام فاطمہ بیگمؓ صاحبہ کا بیٹا رفیع احمد نمونیہ و ٹائیفائڈ کی وجہ سے شدید بیمار ہوگیا۔ اس وقت علاج کے لئے موجودہ زمانہ جیسی سہولتیں اور دوائیں موجود نہیں تھیں۔ آپ لوگ رہتے بھی کاموٹی میں تھے۔ خواتین آپ کو تعویذ گنڈے کرانے کا مشورہ دیتیں، چھری چاقو دم کرکے لاتیں کہ بچے کے پاس رکھیں مگر آپ نے اس قسم کا کوئی شرک نہیں کیا۔ آپ بچے کے لئے دعا کرتیں اور رات کو تکیے کے نیچے صدقے کے پیسے رکھ دیتیں اور صبح صدقہ دے دیتیں۔ مولا کریم نے شفا عنایت فرمادی۔

(غلام فاطمہ بیگم، میمونہ بیگم صفحہ 14-15 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

غلام فاطمہ بیگم صاحبہ اپنی بیٹیوں کو تاکید کرتیں کہ اپنے گھر اور

خاص طور پر سسرال کی باتیں باہر کرنا مناسب نہیں۔ آپ مثال ایسی دیتی تھیں جو وہ کبھی نہ بھولتی تھیں۔

حضرت سرور سلطانہ

حضرت مولوی غلام حسین خان نیازی صاحب کی بیٹی سرور سلطان صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجھلے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت سیّدہ صاحبہ کو ایک بہت بڑی آزمائش سے گزرنا پڑا۔ محض خدا کے فضل واحسان سے آپ اس امتحان میں پوری اتریں اور سچائی پر قدم جمائے رکھے۔ ہوا یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد جماعت میں جو فتنہ اٹھا اور کچھ لوگ لاہور چلے گئے ان میں آپ کے والد صاحب بھی تھے قریباً چالیس سال آپ لاہوری جماعت میں شامل رہے۔

یہ بڑی تکلیف کی بات تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سمدھی خلافت کے منکر ہو گئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو اس کا بے حد دکھ تھا۔ دعائیں بھی کرتے اور خطوط لکھ کر سمجھانے کی کوشش بھی کرتے مگر ان کی بیٹی کو اس بات پر تنگ نہ کرتے اور نہ ہی بیٹی اپنے باپ کی طرف داری کرتیں بلکہ خلافت سے مضبوطی سے وابستہ رہیں۔

حضرت سیدہ محمودہ بیگمؓ

حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمتہ اللہ علیہ تھیں۔

1913ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخبار الفضل جاری کرنے کا ارادہ کیا تو آپؓ فرماتے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح حضرت خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں پیسہ لگانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔

وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنوا کر نہ دی ہے۔ اس کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے اور اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں میں نظر انداز بھی کر دوں تو ان کا سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میری زندگی کے ایک نئے باب کا ورق الٹ دیا۔ بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بڑا سبب پیدا کر دیا۔‘‘

(حضرت سیّدہ محمودہ بیگمؓ صفحہ 13-14 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

1922 میں جب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لجنہ اماءاللہ کی بنیاد رکھی تو پہلی چودہ خواتین میں آپؓ بھی شامل تھیں اور اس کے پہلے اجلاس میں حضرت اماں جانؓ نے صدارت کی کرسی پر آپؓ کو بٹھایا اور تقریبا 36 سال یعنی وفات تک آپ نے اس عہدے پر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ کام کیا اور احمدی خواتین کی بے حد خدمت کی۔

حضرت سیدہ مریم النساء بیگمؓ (امّ طاہر)

حضرت سیدہ مریم النساء ام طاہر صاحب حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری بیوی تھیں۔ آپؓ کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت ہی گہرا احترام تھا۔ باوجود بہو ہونے کے ہمیشہ اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی اولاد سے کم مرتبہ سمجھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’مریم ایک بہادر دل کی عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا میں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کرسکتا تھا۔ ان کی نسوانی کمزوری اس وقت دب جاتی تھی چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے تھے۔ اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت اور کامیابی کے سوا اس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مر جائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں اس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے۔ اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ انہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے۔ یا سلسلہ کے لیے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو بھول جاتیں کھانے پینے کو، بھول جاتیں اپنے بچوں کو، بلکہ بھول جاتیں مجھ کو بھی اور صرف انہیں وہ کام ہی یاد رہ جاتا تھا۔ اور اس کے بعد جب کام ختم ہو جاتا تو وہ ہوتیں یا گرم پانی کی بوتلیں جن میں لپٹی ہوئی وہ اس طرح اپنے درد کرنے والے جسم اور متورم پیٹ کو چاروں طرف سے ڈھانپے ہوئے لیٹ جاتیں کہ دیکھنے والا سمجھتا تھا یہ عورت ابھی کوئی بڑا آپریشن کروا کر ہسپتال سے آئی ہے۔ اور وہ کام ان کے بیمار جسم کے لئے واقعی میں بڑا آپریشن ہی ہوتا تھا۔‘‘

(سیرت سیّدہ حضرت مریم النساء صفحہ 13 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

حضرت صالحہ بیگم المعروف امّ داؤد

حضرت صالحہ بیگم صاحبہ دختر حضرت پیر منظور محمد صاحب اور زوجہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا جماعت احمدیہ میں ایک خاص مقام تھا۔ حضرت میر صاحبؓ حضرت امّاں جان نور اللہ مرقدہ کے سگے بھائی تھے۔

حضرت صالحہ بیگم صاحبہ کو احمدی خواتین میں دینی مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے اور علمی لحاظ سے ایک اچھا مقام حاصل تھا۔ آپ بہت حساس طبیعت کی مالک تھیں کسی کی تکلیف دکھ اور پریشانی کو اس کے چہرہ سے پہچان لیتی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتی تھیں اور پوچھ لیتی تھیں کہ کیا تکلیف ہے۔ اور تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرتیں۔ ممبرات لجنہ اماء اللہ میں سے جو کوئی ضرورت مند ہوتی خاموشی کے ساتھ اس کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتیں۔

حضرت میمونہ صوفیہ المعروف ’’استانی جی‘‘
دختر چوہدری حبیب احمدؓ صاحب
(صحابی حضرت مسیح موعودؑ)

استانی جی بہت جرأت مند خاتون تھیں۔ اظہار رائے کا خاص ملکہ رکھتی تھیں۔ 1928ء کی مجلس مشاورت میں قادیان میں زنانہ ہوسٹل کھولنے کا معاملہ زیر بحث لایا گیا تو مستورات کو رائے کا اظہار کرنے کی دعوت حضرت مصلح موعودؓ نے دی۔ حضورؓ کی اجازت ملنے پر باہمی مشورہ کے بعد استانی جی نے عورتوں کی نمائندگی کی۔

ایک اور موقعہ پر 1929ء میں جب مجلس شوریٰ میں عورتوں کو حق نمائندگی دینے کی تجویز زیر بحث لائی گئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے پھر عورتوں کو بھی بولنے کی دعوت دی اور فرمایا:

’’جو چاہیں بول سکتی ہیں، اب میں چار منٹ تک انتظار کروں گا کہ کوئی عورت بولتی ہے یا نہیں‘‘

اس پر استانی جی نے تقریر کی اور کہا کہ جب ہمارے لئے درس گاہیں اس لئے کھولی جارہی ہیں کہ ہم علم حاصل کریں تو کیا یہ بات ہمارے لئے سد راہ نہ ہوگی کہ قوم ہمارے لئے فیصلہ کر دے کہ عورتوں کو مجلس مشاورت کی نمائندگی کا حق حاصل نہیں جب ہم عورتوں کے سامنے اپنے خیالات پیش کریں گی تو وہ جواب دیں گی کہ تمہارے مذہب نے تو تمہارے لئے مشورہ کا حق بھی نہیں رکھا اس لئے تمہاری بات ہم نہیں سنتیں۔

(استانی میمونہ صفحہ 9 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

1939ء میں خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا بنا۔ اس کا سوت کاتنے والی خوش قسمت بزرگ خواتین میں آپ کا نام بھی شامل تھا۔

ہمیں ان بزرگ ہستیوں کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ یہ تمام مبارک ہستیاں حقیقی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی تھیں اور بجا طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کا مصداق تھیں

اسلام چیز کیا ہے، خدا کے لئے فنا
ترکِ رضاء خویش پئے مرضیِ خدا

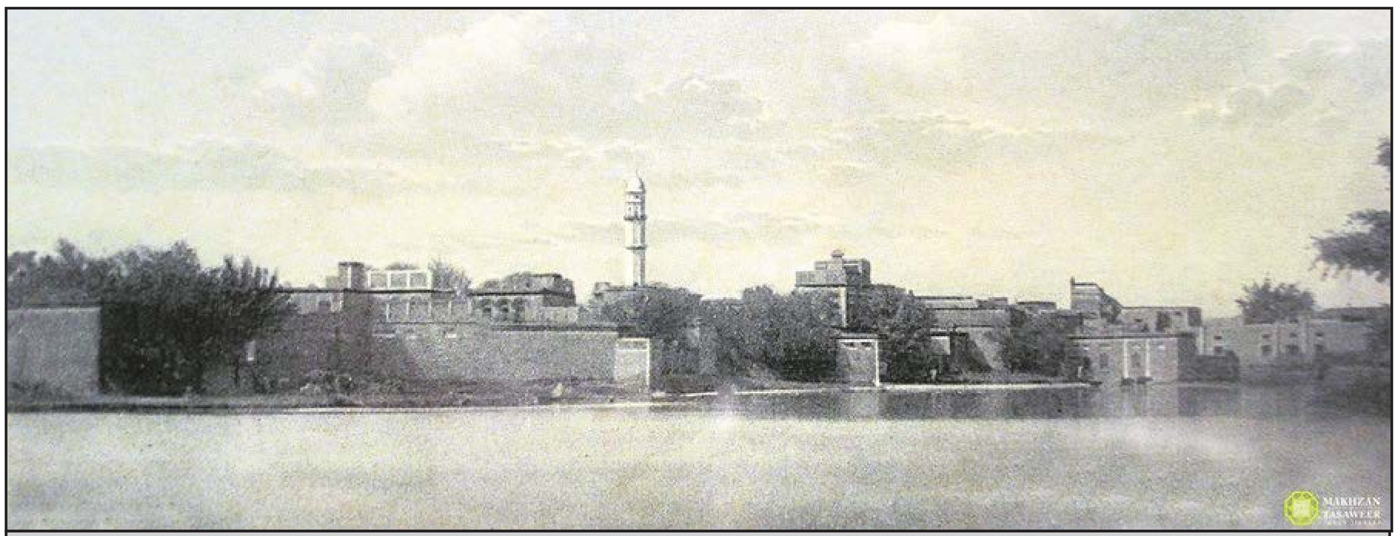

قادیان دارالامان کی ایک قدیم تصویر

PROGRAMME JALSA SALANA 2022

پروگرام جلسہ سالانہ ۲۰۲۲ء

FRIDAY 5th AUGUST 2022

جمعۃ المبارک ۵ اگست ۲۰۲۲ء

Lunch and preparation for Jumu'ah prayer	11:30	دوپہر کا کھانا اور تیاری نماز جمعہ
Jumu'ah and Asr prayers	13:00	نماز جمعہ و عصر
Hoisting of Liwa-e-Ahmadiyyat	16:25	پرچم کشائی (لوائے احمدیت)
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation, Persian poem & Urdu translation, Urdu Poem	16:30	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، فارسی نظم اور اردو ترجمہ، اردو نظم
Inaugural address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)		افتتاحی خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
Dinner	19:30	کھانا
Maghrib and Isha prayers	21:00	نماز مغرب وعشاء

SATURDAY 6th AUGUST 2022

ہفتہ ۶ اگست ۲۰۲۲ء

Tahajjud Prayer	03:15	نماز تہجد
Fajr Azan	04:07	اذان نماز فجر
Fajr Prayer	04:30	نماز فجر
Darsul Qur'an	04:45	درس القرآن
Breakfast	08:00	ناشتہ

Second Session | دوسرا اجلاس

Recitation of the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem	10:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Opposition of Dvine Communities Leads to their Progress (Urdu) Mr. Fareed Ahmad Naveed, Principal Jamia Ahmadiyya International, Ghana	10:20	الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے (اردو) مکرم فرید احمد نوید صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل۔ گھانا
Remembrance of Allah (English) Mr. Muhammad Ibrahim Ikhlaf, Secretary Tabligh, Jama'at Ahmadiyya, UK	10:50	ذکر الٰہی (انگریزی) مکرم محمد ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ۔ یوکے
Urdu Poem	11:20	اردو نظم
The Efforts of Khilafat e Ahmadiyya for the Attainment of World Peace (Urdu) Dr Sir Iftikhar Ahmad Ayaz, Chairman, International Human Right Committee, UK	11:30	دنیا کے امن و سلامتی کے قیام کے لئے خلافت احمدیہ کی بین الاقوامی کوششیں (اردو) مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب۔ چیئرمین انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی۔ یوکے
Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper) Arrives in Ladies' Jalsa Gah	12:00	حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation and Urdu poem		تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)		خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
Zuhr & Asr Prayers	13:30	نماز ظہر و عصر
Lunch	14:00	دوپہر کا کھانا

Third Session | تیسرا اجلاس

Brief Messages of Dignitaries	15:30	معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem	16:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)		خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
Dinner	19:30	کھانا
Maghrib & Isha Prayers	21:00	نماز مغرب وعشاء

SUNDAY 7th AUGUST 2022

اتوار ۷ اگست ۲۰۲۲ء

Tahajjud Prayer	03:15	نماز تہجد
Fajr Azan	04:08	اذان نماز فجر
Fajr Prayer	04:30	نماز فجر
Darsul Hadith	04:45	درس الحدیث
Breakfast	08:00	ناشتہ

Fourth Session | چوتھا اجلاس

Recitation of the Holy Qur'an, Urdu translation & Urdu poem	10:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
The Need for a Husband and Wife to Develop a Habit of Patience and Tolerance in their Marital Life (Urdu) Mr. Fazal ur Rehman Nasir, Murabbi Silsila, Teacher, Jamia Ahmadiyya, UK	10:20	عائلی زندگی میں میاں بیوی کو صبر اور برداشت کی عادت ڈالنے کی ضرورت (اردو) مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب مربی سلسلہ۔ استاد جامعہ احمدیہ۔ یوکے
The True meaning of Obedience to Khilafat and its Blessings (English) Mr Ayyaz Mahmood Khan, Murabbi Silsila, Wakalat-e-Tasneef, Islamabad, UK	10:50	اطاعت خلافت کے حقیقی معانی اور اس کی برکات (انگریزی) مکرم ایاز محمود خان صاحب۔ مربی سلسلہ وکالت تصنیف۔ اسلام آباد۔ یوکے
Urdu Poem	11:20	اردو نظم
The Advent of The Messiah and Mahdi for the Revival of Faith and Shariah (Urdu) Mr Ataul Mujeeb Rashed Imam of the London Mosque & Naib Amir, UK	11:30	مسیح ومہدی علیہ السلام کی بعثت کی غرض احیاء دین اور قیام شریعت (اردو) مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔ امام مسجد فضل لندن و نائب امیر۔ یوکے
The Holy Prophet[sa] Advice to Leaders on The Establishment of an Islamic Government (English) Mr Rafiq Ahmed Hayat Amir Jama'at Ahmadiyya, UK	12:00	اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں حکمرانوں کے لئے حضور ﷺ کی نصائح (انگریزی) مکرم رفیق احمد حیات صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ۔ برطانیہ
Announcement and Preperation for International Bai'at and Bai'at Ceremony	12:30	اعلانات و تیاری عالمی بیعت و عالمی بیعت کی تقریب
Zuhr & Asr Prayers	13:30	نماز ظہر اور عصر
Lunch	14:00	کھانا

Final Session | اختتامی اجلاس

Brief Messages of Dignitaries	15:30	معززین کے مختصر خطابات اور پیغامات
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation, Arabic Qaseeda with translation and Urdu poem	16:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، عربی قصیدہ اور اردو ترجمہ، اردو نظم
Ahmadiyya Peace Prize announcement		احمدیہ امن انعام کا اعلان
Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)		خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
Silent Prayer		اختتامی دعا

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

LADIES JALSA GAH PROGRAMME

پروگرام جلسہ گاہ مستورات

SATURDAY 6th AUGUST | ہفتہ ٦ اگست ٢٠٢٢ء

Recitation of the Holy Quran, Urdu translation & Urdu poem	10:00	تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Khilafat a second manifestation of God's Power (English) Dr Maliha Mansoor, Mauvina Sadr Waqf-e-Nau	10:20	خلافت۔ خدا کی قدرت ثانیہ کا مظہر (انگریزی) مکرمہ ڈاکٹر ملیحہ منصور صاحبہ۔ معاونہ صدر واقفات نو۔ لجنہ اماء اللہ۔ یوکے
Khilafat and our pledge of Bai'at (Urdu) Dr Fariha Khan, Sadr Lajna Imaillah UK	10:45	خلافت اور ہمارا عہد بیعت (اردو) مکرمہ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ۔ صدر لجنہ اماء اللہ۔ یوکے
Urdu Poem	11:10	اردو نظم
My Journey to Ahmadiyyat, the True Islam (English) Mrs Melissa Ahmedi	11:20	احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف میرا سفر (انگریزی) مکرمہ میلیسا احمدی صاحبہ۔ نومبائعہ
Announcements	11:45	ضروری اعلانات
Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper) Arrives in Ladies' Jalsa Gah	12:00	حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری
Recitation from the Holy Qur'an, Urdu translation and Urdu poem		تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
Address by Hazrat Amirul Momineen Khalifatul Masih V (May Allah be his Helper)		خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دعا کا تحفہ

حالتِ مغلوبیت میں دعائے ''المدد''

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے جب ان کی تکذیب میں حد کر دی ور جھوٹا مجنون اور برا کہا تو سخت دِق ہو کر حضرت نوحؑ نے اپنے رب سے یہ دعا کی۔

اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ﴿۱۱﴾

(القمر:11)

کہ (اے میرے رب) مجھے دشمن نے مغلوب کر لیا ہے پس تو میرا بدلہ لے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 26)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

بحث و تکرار

باہمی بحث و تکرار سے بیزاری اور دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ دل میں عزت و احترام ختم ہو جاتا ہے۔ بات ہاتھا پائی تک پہنچ جاتی ہے۔ کوشش کریں کہ بات چیت کے دوران تہذیب کے دامن سے چمٹ کر رہیں تا کہ بحث و تکرار کی نوبت نہ آئے اور ماحول خوشگوار رہے۔

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

طلوع و غروب آفتاب

یکم اگست 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:31	19:00
مدینہ منورہ		04:24	19:06
قادیان		04:12	19:25
ربوہ		03:52	19:05
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:58	20:50

فقہی کارنر

رکوع و سجود میں قرآنی آیات کا نہ پڑھنا

مولوی عبد القادر صاحب لودھیانوی نے سوال کیا کہ رکوع اور سجود میں قرآنی آیت یا دعا کا پڑھنا کیسا ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''سجدہ اور رکوع فروتنی کا وقت ہے اور خدا کا کلام عظمت چاہتا ہے۔ ماسوائے اس کے حدیثوں سے کہیں ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی رکوع یا سجود میں کوئی قرآنی دعا پڑھی ہو''

(الحکم نمبر 15 جلد 7 مئورخہ 24/ اپریل 1903ء صفحہ 11)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)